تعمیر حیات لکھنؤ

پندرہ روزہ

بسم الله الرحمن الرحيم

قال تعالى في كتابه الكريم

وأن تصوموا خير لكم

إن كنتم تعلمون ۝ شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآن هدى للناس وبينت من الهدى والفرقان

اور سمجھ لو کہ روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے

یہ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن کا نزول ہوا ہے۔ وہ انسانوں کے لئے راہنما ہے، ہدایت کی روشن صداقتیں رکھتا ہے، اور حق کو باطل سے الگ کرنے والا ہے۔

Regd No. LW/NP 56 Phone:- 22948 29747

TAMEER-E-HAYAT

Fortnightly

(NADWATUL-ULAMA LUCKNOW-226007 (INDIA)

مجمع بحار الانوار

(احادیث کی مشکلات حل کرنے کے لئے بے نظیر کتاب)

تالیف: ملک المحدثین علامہ شیخ محمد طاہر پٹنی گجراتی (المتوفی [illegible]ھ)

اس کتاب کے بارے میں تمام دنیا کے علماء اور ماہرین فن حدیث کا اتفاق ہے کہ یہ اپنے موضوع پر منفرد اور بے نظیر ہے، جو اپنی جامعیت اور فنی رعایتوں کے اعتبار سے اس موضوع پر لکھی گئی تمام کتابوں سے فائق ہے۔ الفاظ حدیث بالخصوص صحاح ستہ کی لغوی مشکلات اور دیگر مباحث کے لئے یہ کتاب گویا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ جس میں لغوی تحقیق اور فنی بحثیں ایسی مبسوط اور مفصل طریقہ پر کی گئی ہیں جو طالب علم کو دوسری کتابوں سے بے نیاز کر دیتی ہے اور علاوہ کے مرجع کی نشاندہی بھی ہو جاتی ہے۔

ہندوستان ہی نہیں بلاد عربیہ کے علماء نے بھی اس کی عظمت اور اہمیت کا غیر معمولی اعتراف کیا ہے۔

یہ کتاب عرصے سے نایاب تھی، قدر دانوں کی طلب بلکہ ان کے اصرار پر اب خدا کا شکر ہے کہ نہایت آب و تاب اور عربی ٹائپ کی دیدہ زیب طباعت کے ساتھ اچھے کاغذ پر پہلی بار۔ محدث شہیر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی مدظلہ کے گرانقدر مقدمہ اور محقق لغات مولانا عبد الحفیظ بلیاوی کی تصحیح و تنقیح کے بعد، ۵ جلدوں میں، دائرۃ المعارف حیدر آباد نے طبع کر کے اہل علم کی دیرینہ آرزو پوری کر دی ہے۔

کتاب کے مجموعی صفحات سے ساڑھے تین ہزار سے زیادہ ہونے کے باوجود۔ نفع عام اور علم دین کی خدمت کے جذبہ سے۔ براہ راست لینے والوں کے لئے اس کا ہدیہ صرف ڈیڑھ سو (۱۵۰) روپئے رکھا گیا ہے۔

ہندوستان میں

مکتبہ دار العلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

جعلی لیبل، نقلی کیپسول اور ٹین کے ڈھکن سے ہوشیار!

نورانی تیل

درد۔ زخم۔ چوٹ۔ جلنے۔ کٹنے کی دوا۔

اب سنہرے اور ہرے دو رنگے کیپسول پر ٹریڈ مارک دیکھ کر خریدیئے۔

Nooranitel

انڈین کیمیکل کمپنی مئوناتھ بھنجن یوپی

"تعمیر حیات" میں "اشتہار" دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

ہند تیل

ہر قسم کے جسمانی۔ درد۔ چوٹ۔ زخم۔ موچ جلنے۔ کٹنے وغیرہ جیسے گھریلو حادثہ کا فوری علاج ہے۔ اس کی مسلسل مالش کمزور بچوں کو تندرست و توانا بناتی ہے۔

تیار کردہ:- ہند سی۔ بی ورکس۔ مئوناتھ بھنجن یوپی

ضرورت ہے

شعبۂ خواتین دینی تعلیمی کونسل یو۔ پی کے لئے مندرجہ ذیل جگہوں کے لئے باصلاحیت، دیندار اور تعلیمیافتہ خواتین کی ضرورت ہے۔ اردو کی اعلیٰ استعداد۔ اسلامی تاریخ سے اچھی واقفیت، تنظیمی کام اور تقریر کرنے کی صلاحیت اور تجربہ لازمی ہے۔ پردہ نشین خواتین کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست مع نقول اسناد ۲۰ اگست تک سکریٹری کے پتہ پر آ جانی چاہئیں۔

تنخواہ ناظمہ: ۲۲۵-۱۰-۴۰۰، آفس سکریٹری: ۱۵۰-۱۰-۲۰۰، آفس کلرک: ۱۱۵-۵-۱۵۰

بیگم ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی سکریٹری شعبۂ خواتین

کرامت منزل اکبری گیٹ۔ لکھنؤ

انگوری

جنرل ٹانک

معدۂ جگر، اعصاب اور گردوں کو طاقت دیتی ہے۔

بیماری کے بعد کی کمزوری کو جلد دور کرتی ہے۔

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

رانا ٹرانسپورٹ کمپنی

۲۱- ذکریا اسٹریٹ کلکتہ ۱

اتر پردیش، مدھیہ پردیش، دہلی، بمبئی

فون نمبر: 347440 / 344048

برانچ: بنارس، الہ آباد، لکھنؤ، کانپور، ستنا، جبلپور، آل انڈیا فل ٹرک

پروپرائٹر: سید انور علی رائے بریلوی

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

دار العلوم ندوۃ العلماء، عالم اسلام کا مشہور دینی و علمی مرکز ہے جو پچاسی سال سے علم دین کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ عالم اسلام کی اس مشہور دینی درسگاہ کا قیام ۱۳۱۵ھ میں مولانا محمد علی مونگیریؒ خلیفۂ اعظم حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے مبارک ہاتھوں عمل میں آیا۔ الحمد للہ ہر عہد میں یہاں سے ایسے فضلاء تیار ہو کر نکلے جنھوں نے وقت کی ضرورت اور عہد حاضر کے تقاضوں کے مطابق صحیح دینی عقائد و علوم دینیہ کی نشر و اشاعت کی اور اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ اس کے فضلاء ہندوستان اور بیرون ممالک میں علمی و دینی خدمات انجام دے رہے ہیں، اور بفضلہ تعالیٰ یہ ادارہ موجودہ اخلاقی و دینی انحطاط کے دور میں بھی موثر علمی و دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے ارکان میں ہندوستان کے ہر صوبہ کے منتخب علمی و دینی اہم شخصیتیں شامل ہیں۔

ندوۃ العلماء کے گزشتہ عظیم تعلیمی اجلاس (منعقدہ شوال ۱۳۹۵ھ مطابق نومبر ۱۹۷۵ء) جس میں دور دراز سے آئے ہوئے عرب اہل علم و اصحاب فکر حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی تھی وہ بھی دار العلوم ندوۃ العلماء کی ان خدمات سے بہت متاثر ہوئے اور فضلاء ندوۃ العلماء کی علمی و دینی سرگرمیوں اور کارگزاریوں کو سراہا۔

اس وقت دار العلوم ندوۃ العلماء میں ہندوستان کے مختلف علاقوں کے علاوہ تھائی لینڈ، ملیشیا، نیوزی لینڈ، ساؤتھ افریقہ وغیرہ کے طلباء بھی زیر تعلیم ہیں، ملکی و غیر ملکی طلباء کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے، انمیں تقریباً تین سو غیر مستطیع طلباء کے وظائف (اسکالرشپ) پر تقریباً ۲½ لاکھ روپے صرف ہوتے ہیں، حضرات مدرسین و اسٹاف کی تعداد اسّی سے زائد ہے۔ ہر سال جدید طلباء کے اضافہ کے باعث رہائش گاہ کا مسئلہ پیچیدہ ہوتا جاتا ہے، اس لئے کئی سال سے برابر تعمیری کام کچھ نہ کچھ جاری رہتا ہے۔ سالانہ مجموعی مصارف مع ضروری تعمیرات دس لاکھ روپے ہیں، ادھر چند برسوں سے روز افزوں گرانی اور بڑھتی ہوئی ضروریات کا جو سلسلہ چل رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دور ابھی کچھ عرصہ اور چلے گا۔

اس بات کا اندازہ کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے کہ جب ایک ایک فرد اور ایک ایک گھر اس گرانی سے کم و بیش متاثر ہے تو ان دینی اداروں کا جو عام مسلمانوں کے عطیات اور ان کی ہمدردی و تعاون کی بنیاد پر قائم ہیں اور جن کو سیکڑوں طالب علموں کے اخراجات، قیام و طعام، اساتذہ و عملہ کی تنخواہوں اور دوسرے کثیر مصارف کا ہر ماہ انتظام کرنا پڑتا ہے، کس قدر دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہوگا، جب اس کا اثر کثیر افراد پر پڑا ہے تو دینی اداروں اور مدرسوں پر اس سے کہیں زیادہ پڑا ہے، اس لئے کہ ان کی ذمہ داری کا بوجھ افراد سے کہیں بڑھ کر ہے۔

مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر اس وقت دار العلوم ندوۃ العلماء کی طرف (جس کی اہمیت موجودہ دور میں روز روشن کی طرح عیاں ہے) ہمارے مسلمان بھائیوں کو زیادہ اہتمام اور فیاضی و دریا دلی اور حوصلہ و ہمت کے ساتھ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ دار العلوم ندوۃ العلماء کی خدمات میں اُن اہل خیر حضرات کا بڑا حصہ ہے جو اس اہم کام کو اپنی ذاتی ضرورت سمجھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً حسب استطاعت اعانت فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس تعاون کو قبول فرمائے۔ اہل استطاعت حضرات سے خصوصیت کے ساتھ گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ اعانت فرما کر موجودہ مشکلات میں دار العلوم کی ترقی میں معاون ہوں نیز بطور صدقۂ جاریہ تعمیرات میں بھی حصہ لیں اور اپنے ناموں سے یا اپنے مرحوم اعزا کی طرف سے ایصال ثواب کے لئے طلباء کی رہائش گاہیں تعمیر کرائیں۔ نئے دار الاقامہ کے ایک کمرہ پر دس ہزار روپیہ صرف کا تخمینہ ہے، یہ کمرہ ۱۸×۱۶ فٹ کے ہیں اور ان کے سامنے ۸×۱۸ فٹ کا برآمدہ ہے، ہر کمرہ میں چھ طلباء کے رہنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ ایک جدید دار الاقامہ (ہوسٹل) اور کتب خانہ و اسٹاف کے رہائشی مکانات وغیرہ کی فوری تعمیر کی ضرورت ہے۔

نقشوں کا کام شروع ہو چکا ہے، اسی طرح مدرسہ ثانویہ کی جدید عمارت کی تکمیل اور مسجد کی توسیع میں کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اس کا کام بھی مکمل کرنا ہے۔

یہ حقیقت قابل توجہ ہے کہ مسلمانوں کی ہر فلاح و بہبود ڈنکے اس دین سے وابستہ ہے جسکو لیکر حضور اکرم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے، مسلمان جس قدر اس حقیقت کیطرف توجہ کرینگے اور جس قدر دینی کاموں میں دلچسپی اور بلند ہمتی سے حصہ لیں گے اسی قدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکی حفاظت و کامیابی کا فیصلہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ"

رمضان المبارک اور اس کے علاوہ مختلف اوقات میں بعض حضرات اساتذہ و سفراء دار العلوم کی مالی اعانت کے سلسلہ میں مختلف علاقوں میں تشریف لیجاتے رہتے ہیں۔ مقامی طور پر درد مند اہل خیر حضرات دلچسپی سے تعاون فرمائیں تو انشاء اللہ دار العلوم کی اعانت کا بڑا کام ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی توفیقات خاص سے نوازیں اور اپنے دین کی نصرت و حمایت کی دولت سے سرفراز فرمائیں۔

خاکسار

(مولانا سیّد) ابو الحسن علی ندوی

ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء

نوٹ: امدادی رقوم ہمارے سفراء حضرات کو عنایت فرمائیں یا رقوم چک اور ڈرافٹ
بنام
ناظم صاحب ندوۃ العلماء "ندوہ" لکھنؤ روانہ فرمائیں۔

تعمیر حیات
لکھنؤ
پندرہ روزہ

۲۷ شعبان ۱۳۹۶ھ ــــ ۲۵ اگست ۱۹۷۶ء
جلد نمبر ۱۳ ــــ شمارہ نمبر ۲٠

زر اشتراک اندرون ہند مع محصول ڈاک:
سالانہ ۱۲۰ روپے، ششماہی ساٹھ روپے۔ فی پرچہ ۶۰ پیسے
بیرون ہند مع محصول ڈاک:

بحری ڈاک سے:	ایک پاؤنڈ ۶ شلنگ
ہوائی ڈاک سے: امریکہ، کناڈا اور یورپین ممالک،	۳ پونڈ
افریقہ، مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے ممالک:	۲½ پونڈ
پاکستان:	۳۰ روپے
بنگلہ دیش:	۱۵ روپے

اس دائرے کا سرخ نشان ضروری اطلاع ہے کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہو گئی ہے۔ "تعمیر حیات" آپ اور آپ کے حلقۂ تعلق کی اہم ضرورت ہے ــ لہٰذا اولین فرصت میں آئندہ سال کے لئے زر اشتراک بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں یا پرچہ جاری رکھنے کا ارادہ نہ ہو تو مطلع فرمائیں۔ پندرہ دن میں زر اشتراک یا ممانعت کی اطلاع نہ آنے کی صورت میں پرچہ وی۔پی سے روانہ کیا جائیگا۔ جس کی وصولیابی آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ وی۔پی کے زائد مصارف خریدار کے ذمہ ہوں گے۔ براہ کرم خط و کتابت اور منی آرڈر کوپن پر اپنا مکمل پتہ اور نمبر خریداری ضرور لکھ دیا کیجیے۔

اس شمارے میں

ان تصوموا خیر لکم۔ دار العلوم ندوۃ العلماء، عالم اسلام کا مشہور دینی و علمی مرکز۔ عبادت کا جشن عام، تلاوت کی فصل بہار (اداریہ)۔ عبادت کا عالمی موسم اور اعمال صالحہ کا جشن عام۔ شکوۂ دنیا شکر خدا (نظم)۔ زکوٰۃ کے بنیادی مصالح۔ احکام رمضان المبارک۔ غزوۂ تبوک کی ہمت شکن اور صبر آزما گھڑی۔ تاریخ کے دریچے سے۔
اشعار و قصائد کی دینی حیثیت
نتیجہ امتحان مدرسہ ثانویہ دار العلوم ندوۃ العلماء

پرنٹر، پبلشر، مسئول سید محمد حسنی نے جے۔ کے آفسیٹ پرنٹنگ پریس دہلی سے طبع کرا کر دفتر "تعمیر حیات" ندوہ پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ سے شائع کیا۔

اڈیٹر: اسحاق جلیس ندوی

کتابت: جلال الدین البستوی ندوی

اسحاق جلیس ندوی

عبادت کا جشن عام، تلاوت کی فصل بہار

الحمد للہ، وہ ماہ مبارک آ گیا جس کے لئے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے چشم براہ رہتے ہیں ــ وہ ماہ مبارک جسے تقویٰ و تواضع، غم خواری و مواساۃ، رحمت و برکت، ذکر و تلاوت، دعاء و مناجات کی فصل بہار کہا جا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں پھر نصیب فرمایا ــ خوش نصیب ہیں وہ باہمت مسلمان جو اس ماہ مبارک کا انتظار اور اس کے استقبال کی تیاری ماہ شعبان ہی سے شروع کر دیتے ہیں۔ جو اپنے ذہن و قلب، اپنے اعضاء و جوارح، اپنے نظام الاوقات کا ایک ایک لمحہ اور اپنے حرکت و عمل کی ہر چھوٹی بڑی مقدار کو خاص رضائے الٰہی کے لئے یکسو کر دیتے ہیں۔

مسلمان کی زندگی اس کے آباء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس اظہار و اعلان کا نمونہ ہونا چاہئے۔

ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین
(بلا شبہ میری نماز، میری قربانی، میری حیات، میری موت اللہ کے لئے ہے)۔

اپنی زندگی کو اس ابراہیمی اعلان کے مطابق ڈھالنے میں ماہ صیام کا نورانی اور بابرکت ماحول سال کے بقیہ مہینوں سے کہیں زیادہ معاون بنتا ہے۔ بھوک و پیاس اور جائز و فطری خواہشات پر پابندی کو اللہ تعالیٰ کے حکم (یاایہا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام) بطیب خاطر قبول کرنا۔ دن کو روزہ رات کو دیگر ایام کے مقابلہ میں زیادہ نمازیں، کثرت تلاوت ــ یہ وہ اعمال ہیں جن سے ایک مسلمان میں قبول خیر کی استعداد پیدا ہوتی ہے اور اس میں اپنے اس صحیح مقام و منصب تک رسائی کا شوق اور ولولہ، صبر و استقامت، غم خواری اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

ماہ صیام کو بلاشبہ عبادت کے جشن عام، تلاوت کی فصل بہار اور اخلاقی پاکیزگی کا موثر ترین ذریعہ کہا جا سکتا ہے، اس ماہ مبارک میں کی جانے والی عبادت و طاعت، صیام و قیام کو تقویٰ اور عرفان کی روح سے آراستہ کرنے کی حدیث میں خاص تاکید آئی ہے۔

محسن انسانیت نے فرمایا: "کتنے روزہ دار ہیں جن کو ان کے روزہ سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ ہاتھ نہیں لگتا اور کتنے ایسے عبادت گزار ہیں جن کو اپنے قیام میں شب بیداری کے سوا کچھ نہیں ملتا"

روزہ ہو یا دین کا کوئی بھی عمل ہو جب تک اس میں اس کی اصل روح کارفرما نہ ہو، فرد اور سوسائٹی میں اس کے محسوس مفید و بابرکت نتائج پیدا نہیں ہو سکتے ــ "روح بلالی" سے خالی "رسم اذاں" ظاہر ہے کہ وہ نتائج پیدا نہیں کر سکتی جس کا مشاہدہ چشم فلک نے قرون اولیٰ میں کیا تھا ــ روزہ بھی کہیں روایات (Traditions) کا جز نہ بن جائے۔ اس کے لئے نبوت کی دور بیں نگاہ نے انسانی کمزوریوں اور غفلت و بے حسی کے ذرائع اور شارعین اور رکان اسلام سے بیش از بیش مستفید ہونے کے لئے موثر، دلنشیں اور حکیمانہ کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے:

من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ

ایمان و احتساب کی تشریح ایک دوسری حدیث میں یوں آئی ہے کہ "انسان تمام اعمال ثواب کی امید رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت و خوشنودی کے وعدہ پر یقین کرتے ہوئے انجام دے۔"

ایمان و احتساب کا یہ مفہوم اگر ہماری عملی زندگی میں آ جائے اور ہمارا ہر کار خیر اس سے ہم رنگ و ہم آہنگ ہو جائے تو فرد کی زندگی اور معاشرہ اور پورے عالم میں وہ انقلاب آ سکتا ہے جو خدا و رسول کے نزدیک پسندیدہ، قرآن کا عین مطلوب اور عالم انسانیت کے درد کا چارہ ساز ہوگا۔

ماہ صیام کے مبارک و نورانی ایام اور روحانی کیفیات سے معمور ماحول ہر خاص و عام، غریب و امیر، شاب و شیخ، مرد و زن، متقی و فاسق، دیندار و دین ناآشنا، غرض ہر طبقہ اور ہر خیال کے مسلمان کے لئے موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ "ایمان و احتساب" کی صحیح اسپرٹ کو اپنی زندگی میں لائے۔ ماہ رمضان قول و عمل، قلب و زبان اور جسم و روح میں ارتباط کے لئے سازگار حالات پیدا کرتا ہے۔ اس کے بابرکت روز و شب کسی ایسے خدا آشنا اور خدا رسیدہ کی بابرکت صحبت و سایۂ عاطفت میں گذریں جس کی صحبت و قربت سے خدا یاد آئے اور دنیا کی کدورات سے دامن کشی کی چاہت اور اس کے فنا و زوال کا یقین اور خدا کی رضا اور آخرت کی نعمتوں کے حصول کا جذبۂ صادق پیدا ہو جائے۔ ماہ رمضان کو ذکر الٰہی، تلاوت قرآن مجید اور دعاء و مناجات سے ایسی مناسبت ہے کہ ان مبارک ایام میں کسی بندۂ خدا کی خدمت میں وقت گزار دے تو ہر فرد ان نعمتوں سے بقدر ظرف و استعداد حصہ پا ہی لیتا ہے،

"میخانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے"

لا دیشقی جلیسہم اور سے

دکان مے فروش پہ سالک پڑا رہا
اچھا گذر گیا رمضاں بادہ خوار کا

شاید ان ہی موقعوں پر کہا گیا ہے۔

قارئین "تعمیر حیات" کے لئے خوشخبری

ندوۃ العلماء کے ۸۵ سالہ جشن تعلیمی جو سال گذشتہ شوال ۱۳۹۵ھ میں بڑے دھوم کے وسیع سبزہ زار پر منعقد ہوا تھا اس کی مفصل روداد، قابل دید مناظر اور اہم واقعات کی چند جھلکیاں ــ ایک دستاویز، ایک کہانی، ایک پیغام "رودادِ چمن" کے نام سے کتابی شکل میں نو آفسیٹ پر چھپ کر آ گئی ہے۔

صفحات ۳۰۰، ۹۲ رنگین تصاویر، عمدہ کاغذ، خوبصورت سرورق

قیمت: بارہ روپے

لیکن "تعمیر حیات" کے مستقل خریداروں کے لئے رعایتی قیمت دس روپے۔ اگر آپ تعمیر حیات کے مستقل خریدار نہیں تو آج ہی سالانہ زر خریداری بھیج کر خریداروں کی فہرست میں اپنا نام درج فرما کر اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ:
مکتبہ دار العلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس نمبر ۹۳ لکھنؤ

عبادات کا عالمی موسم
اور
اعمالِ صالحہ کا جشنِ عام

روزہ کے مقاصد اور زندگی پر اسکے اثرات

امام غزالیؒ نے اپنے مخصوص اندازِ بیان میں اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:۔

"روزہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاقِ الٰہیہ سے ایک اخلاق کا پرتو اپنے اندر پیدا کرے جس کو صمدیت کہتے ہیں، وہ امکانی حد تک فرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے خواہشات سے دست کش ہو جائے اس لئے کہ فرشتے بھی خواہشات سے پاک ہیں اور انسان کا مرتبہ بھی بہائم سے بلند ہے، نیز خواہشات کے مقابلہ کے لئے اس کو عقل و تمیز کی روشنی عطا کی گئی ہے، البتہ وہ فرشتوں سے اس لحاظ سے کم تر ہے کہ خواہشات اکثر اس پر غلبہ پالیتی ہیں اور اس کو ان سے آزاد ہونے کے لئے سخت مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، چنانچہ جب وہ اپنی خواہشات کی رَو میں بہنے لگتا ہے تو اسفل سافلین تک جا پہونچتا ہے اور جانوروں کے ریوڑ سے جا ملتا ہے اور جب اپنی خواہشات پر غالب آتا ہے تو اعلیٰ علیین اور فرشتوں کے آفاق تک پہونچ جاتا ہے"

علامہ ابن القیمؒ اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"روزے سے مقصود یہ ہے کہ نفسِ انسانی خواہشات اور عادتوں کے شکنجہ سے آزاد ہو سکے، اسکی شہوانی قوتوں میں اعتدال اور توازن پیدا ہو اور اس ذریعہ سے وہ سعادتِ ابدی کے گوہرِ مقصود تک رسائی حاصل کر سکے اور حیاتِ ابدی کے حصول کے لئے اپنے نفس کا تزکیہ کر سکے، بھوک اور پیاس سے اس کی ہوس کی تیزی اور شہوت کی حدت میں تخفیف پیدا ہو اور یہ بات یاد آئے کہ کتنے مسکین ہیں جو نانِ شبینہ کے محتاج ہیں، وہ شیطان کے راستوں کو اس پر تنگ کر دے اور اعضاء و جوارح کو ان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دے جن میں دنیا و آخرت دونوں کا نقصان ہے، اس لحاظ سے یہ اہلِ تقویٰ کی لگام مجاہدین کی ڈھال، اور ابرار و مقربین کی ریاضت ہے"

علامہ موصوف روزہ کے اسرار و مقاصد پر نہایت بلاغت کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:۔

"روزہ جوارحِ ظاہری اور قوائے باطنی کی حفاظت میں بڑی تاثیر رکھتا ہے، فاسد مادہ کے جمع ہو جانے سے انسان میں جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اس سے وہ اس کی حفاظت کرتا ہے جو چیزیں مانعِ صحت ہیں ان کو خارج کر دیتا ہے اور اعضاء و جوارح میں جو خرابیاں ہوا و ہوس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں وہ اس سے دفع ہوتی ہیں، وہ صحت کے لئے مفید اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے میں بہت ممد و معاون ہے"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ○"

(اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے قبل ہوئے ہیں، عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"الصوم جُنّۃ" (روزہ ڈھال ہے)

چنانچہ ایسے شخص کو جو نکاح کا خواہشمند ہو اور استطاعت نہ رکھتا ہو روزہ رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے اور اس کو اس کا تریاق قرار دیا گیا ہے، مقصود یہ ہے کہ روزہ کے مصالح اور فوائد چونکہ عقلِ سلیم اور فطرتِ صحیحہ کی رو سے مسلّم تھے اسلئے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حفاظت کی خاطر محض اپنی رحمت اور احسان سے فرض کیا ہے"

اسی سلسلۂ کلام میں آگے ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"چونکہ قلب کی اصلاح اور استقامتِ حال سلوک الی اللہ اور جمعیتِ باطنی پر منحصر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بالکلیہ توجہ و انابت پر اسکا دار و مدار ہے اس لئے پراگندہ خاطری اس کے حق میں سخت مضر ہے، کھانے پینے کی زائد مقدار، لوگوں سے زیادہ میل جول، ضرورت سے زیادہ گفتگو وہ چیزیں ہیں جن سے جمعیتِ باطنی میں فرق آتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ سے منقطع ہو کر مختلف راستوں پر بھٹکنے لگتا ہے، بعض وقت محض اسی وجہ سے اس کی راہ کھوٹی ہوتی ہے، ان سب باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی مقتضی تھی کہ اپنے بندوں پر روزہ فرض کرے اور اس کے ذریعہ کھانوں کی زائد مقدار اور خواہشات کے فضلہ کا ازالہ و تنقیہ ہو سکے جس کی وجہ سے آدمی وصول الی اللہ سے محروم رہتا ہے، وہ اس سے دنیا و آخرت دونوں جگہ فائدہ اٹھا سکے اور اس کی عارضی اور مستقل کسی مصلحت کو نقصان نہ پہونچے۔"

رمضان کو روزہ کے ساتھ مخصوص کیوں کیا گیا:

اللہ تعالیٰ نے روزے رمضان میں فرض کئے ہیں اور دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم قرار دیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ ان دو برکتوں اور سعادتوں کا اجتماع بڑی حکمت اور اہمیت کا حامل ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا اور گم کردہ راہ انسانیت کو صبحِ صادق نصیب ہوئی، اس لئے یہ عین مناسب تھا کہ جس طرح طلوعِ صبحِ صادق روزہ کے آغاز کے ساتھ مربوط کر دی گئی ہے، اسی طرح اس مہینہ کو بھی جس میں ایک طویل اور تاریک رات کے بعد پوری انسانیت کی صبح ہوئی، پورے مہینے کے روزے کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے، خاص طور پر اس وقت جبکہ اپنی رحمت و برکت، روحانیت اور نسبتِ باطنی کے لحاظ سے بھی یہ مہینہ تمام مہینوں سے افضل تھا، اور بجا طور پر اس کا مستحق تھا کہ اس کے دنوں کو روزے سے اور راتوں کو عبادت سے آراستہ کیا جائے۔

روزہ اور قرآن کے درمیان بہت گہرا تعلق اور خصوصی مناسبت ہے، اور اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کا اہتمام فرماتے تھے، ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے لیکن رمضان میں جب جبریلؑ آپ سے ملنے آتے اس زمانہ میں سخاوت کا معمول اور بڑھ جاتا، جبریلؑ رمضان کی ہر رات میں آپ کے پاس آتے اور قرآن مجید کا دور کرتے، اس وقت جب جبریل آپ سے ملتے آپ سخاوت، داد و دہش اور نیکی کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی تیز نظر آتے،

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس مہینہ کو قرآن مجید کے ساتھ بہت مناسبت ہے اور اسی مناسبت کی وجہ سے قرآن مجید اسی مہینہ میں نازل کیا گیا، یہ مہینہ ہر قسم کی خیر و برکت کا جامع ہے، آدمی کو سال بھر میں مجموعی طور پر جتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں وہ اس مہینہ کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ، اس مہینہ میں جمعیتِ باطنی کا حصول پورے سال جمعیتِ باطنی کے لئے کافی ہوتا ہے اور اس میں انتشار اور پریشان خاطری بقیہ تمام دنوں بلکہ پورے سال کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، قابلِ مبارکباد ہیں وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہو کر گیا اور ناکام و بدنصیب ہیں وہ جو اس کو ناراض کر کے ہر قسم کے خیر و برکت سے محروم ہو گئے۔

ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"اگر اس مہینہ میں کسی آدمی کو اعمالِ صالحہ کی توفیق مل جائے تو پورے سال یہ توفیق اسکے شاملِ حال رہے گی، اور اگر یہ مہینہ بے دلی، فکر و تردد اور انتشار کے ساتھ گذرے تو پورا سال اسی حال میں گذرنے کا اندیشہ ہے"

حضرت ابو ہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ "جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے اس سلسلہ کی احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں۔

عبادات کا عالمی موسم اور اعمالِ صالحہ کا جشنِ عام:

ان تمام چیزوں نے رمضان کو عبادت، ذکر، تلاوت، اور زہد و تقویٰ کا ایک ایسا عالمی موسم اور جشنِ عام کا زمانہ بنا دیا ہے جس میں مشرق و مغرب کے تمام مسلمان عالم و جاہل، امیر و فقیر، کم ہمت اور عالی حوصلہ ہر قسم اور ہر گروہ کے لوگ ایک دوسرے کے شریک و رفیق اور ہمدم و دمساز نظر آتے ہیں، یہ رمضان ایک ہی وقت میں ہر شہر، ہر گاؤں اور ہر دیہات میں ہوتا ہے، امیر کے محل اور غریب کی جھونپڑی دونوں میں اس کا جلوہ نظر آتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ کوئی شخص خودسری اور خود آرائی کرتا ہے، نہ روزے کے لئے دنوں کے انتخاب میں کوئی انتشار اور جھگڑا پیدا ہوتا ہے، ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے دو آنکھیں عطا کی ہیں عالمِ اسلام کے وسیع و عریض رقبہ میں ہر جگہ اس کے جلال و جمال کا مشاہدہ خود کر سکتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پورے اسلامی معاشرہ پر نورانیت اور سکینت کا ایک وسیع شامیانہ سایہ فگن ہے، جو لوگ روزہ کے معاملہ میں ذرا سست اور کاہل ہیں وہ بھی عامۃ المسلمین سے علیحدگی کے ڈر سے روزہ رکھنے پر مجبور ہوتے ہیں اور اگر کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے تو چھپ کر اور شرم کے ساتھ کھاتے ہیں، سوائے ان چند ملحد اور فساق کے جن کو علانیہ بھی اس بے شرمی میں کوئی عار نہیں ہوتا، یا ان بیماروں اور مسافروں کے جو شرعاً معذور ہیں، یہ ایک اجتماعی اور عالمی روزہ ہے جس سے خود بخود ایک ایسی سازگار اور خوشگوار فضا پیدا ہوتی ہے جس میں روزہ آسان معلوم ہوتا ہے، دل نرم پڑ جاتے ہیں اور لوگ عبادتوں اور طاعتوں اور ہمدردی و غمخواری کے مختلف کاموں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

عالمی فضا اور سوسائٹی پر اسکے اثرات:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی چشمِ بصیرت نے اس کیفیت کو اچھی طرح محسوس کیا تھا وہ حدیث (اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنۃ الخ) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"روزہ چونکہ ایک عمومی اور اجتماعی شکل کی حیثیت رکھتا ہے، اس لئے وہ رسوم کی دسترس سے محفوظ ہے اگر کوئی جماعت اور قوم اس کی پابندی کرتی ہے اس کے لئے تو شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں، جنتوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں"

دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

"مسلمانوں کے مختلف طبقوں اور مختلف جماعتوں کا ایک وقت میں ایک چیز پر اجماع اور اجتماع جس میں سب ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں روزہ کو ان کے لئے آسان بنا دیتا ہے اور اس سے ان کی ہمت افزائی ہوتی ہے"

"اسی طرح ان کی یہ اجتماعیت خواص و عوام دونوں کے لئے ملکوتی برکتوں کے نزول کا باعث ہے اس میں اس کا امکان بھی بڑھ جاتا ہے کہ ان کے کاملین و واصلین پر جو انوار نازل ہوں وہ ان سے نیچے والوں کو بھی فیضیاب کرتے جائیں اور ان کی دعائیں ان کے پیچھے والوں تک پہونچتی رہیں"

فضائل اور اسکی قوت و تاثیر:

زندگی نفس کی خواہشات اور عقل کے تقاضوں کی مستقل کشمکش کا نام ہے، لیکن اس کشمکش میں ہمیشہ خواہشات کی ہی فتح نہیں ہوتی، جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں، ایسا خیال درحقیقت فطرتِ انسانی سے بدگمانی اور حقیقت سے روگردانی ہے،

جو طاقت زندگی کے پہیہ کو تیزی کے ساتھ حرکت دیتی ہے اور جس کے دم سے دنیا کا بازار گرم اور اس کی رونق قائم ہے، وہ نفع پر یقین ہے یہی وہ یقین ہے جو کسان کو سخت سردی کے موسم میں اپنے بستر سے اٹھا دیتا ہے اور اندھیرے منہ کھیت میں پہونچا دیتا ہے اور لو کے تھپیڑوں اور سورج کی تپش میں کھیت جوتنے اور اپنا پسینہ بہانے کی قوت بخشتا ہے، یہی یقین ایک تاجر کو گھربار اور راحت و آرام چھوڑ کر اپنے کاروبار میں مشغول ہونے پر آمادہ کرتا ہے، یہی یقین ایک فوجی کے لئے موت کو آسان اور زندگی کو دشوار بنا دیتا ہے، جو چیز اسکو اپنی محبوب اولاد کو چھوڑ کر بے تکلف میدانِ جنگ میں چلے جانے پر اکساتی ہے وہ نفع کا یقین اور مستقبل میں کسی فائدہ کی توقع ہے اور یہی وہ محور ہے جس کے گرد زندگی کی چکی گھومتی ہے۔

لیکن اس یقین کے سوا ایک یقین اور ہے جو اپنی انقلاب آفرینی اور قوت و تاثیر میں اس یقین سے کہیں بڑھ کر ہے جس کی مثالیں اور پیش کی گئی ہیں یہ ان منافع کے حصول کا یقین ہے جس کی خبر انبیاء کرام اس دنیا میں لے کر آئے اور وحی اور تمام آسمانی صحیفوں نے اس کی تصدیق اور تلقین کی، اسکو ہم خدا کی خوشنودی اور دنیا و آخرت میں اعمال کے بدلے سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ روزہ صحت کے لئے بھی مفید ہے، اور خالص طبی نقطہ نظر سے بھی ہر شخص کے لئے مناسب اور بہتر ہے کہ وہ سال میں کچھ دن ضرور روزہ رکھے اس لئے کہ زیادہ کھانے پینے اور ہر قسم انواع و اقسام کے کھانوں کی فکر میں مبتلا رہنے کا نتیجہ یہ ہے کہ طرح طرح کے جسمانی اور اخلاقی عوارض پیدا ہو گئے ہیں اور تقریباً ہر شخص ان سے عاجز اور پریشان ہے، اور یہ ماننے پر مجبور ہے کہ طب و صحت کے نقطہ نظر سے بھی روزہ کے بہت فوائد ہیں۔

لیکن اگر یہ تحقیق کی جائے کہ ان لوگوں کی تعداد اس سال کیا تھی جنھوں نے رمضان کا روزہ محض اپنی صحت ٹھیک کرنے کے لئے یا اقتصادی مصالح کی بنا پر رکھا؟ اور کتنے ایسے روزے تھے جو صرف معدے کی اصلاح، صحت کے اصول یا کفایت شعاری کے جذبہ سے رکھے گئے؟ تو ہم کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ ایسے لوگوں اور اس قسم کے روزوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی، یہاں تک جاڑے کے روزوں میں بھی جب اس میں کوئی خاص دشواری نہیں ہوتی ان کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکا، حالانکہ طبی اور اقتصادی روزہ شرعی روزہ کی برنسبت زیادہ آسان اور سہل ہے اور اس میں اتنی نازک پابندیوں کی بھی ضرورت نہیں،

اس کے برعکس اگر ان روزہ داروں کی مردم شماری کی جائے جو روزہ محض ایک دینی فریضہ سمجھ کر اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور آخرت کے بدلہ کی بنیاد پر رکھتے ہیں، تو ہمیں نظر آئے گا کہ مادیت کے غلبہ اور دینی جذبہ کے ضعف و افسردگی کے باوجود ان کی تعداد لاکھوں سے کسی طرح کم نہیں ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو شدید ترین گرمی اور پیاس کی تکلیف کے باوجود محض دینی احساس کی بنا پر خوشدلی سے روزہ رکھتے ہیں اور راتوں کو عبادت بھی کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ ایمان کی نظر میں ان دینی منافع اور فوائد کی قیمت (جن کا علم ہم کو انبیاء کرام کے ذریعہ حاصل ہوا) ان معاشی طبی فوائد سے کہیں زیادہ ہے جن کا علم اطباء، ڈاکٹروں اور اقتصادیات کے ماہروں سے ہم کو حاصل ہوتا ہے، روزہ کے متعلق ایسی ایسی بشارتیں اور وعدے ان کے علم میں ہوتے ہیں جن کے سامنے روزہ کی معمولی تکلیفات اور وقتی بھوک پیاس بالکل ہیچ اور ناقابلِ ذکر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ابن آدم کا ہر عمل کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے اور نیکی دس گنا سے لیکر سات سو تک بڑھا دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سوائے روزہ کے اس لئے کہ بیشک وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، میری خاطر اپنا کھانا اور اپنی خواہشِ نفس سب چھوڑ دیتا ہے۔

رشید الکوثر فاروقی

شکوۂ دنیا شکرِ خدا

آنسو کی طرح پونچھ کے پھینکا گیا ہوں میں
تارا ہوں اور زمیں پہ گرایا گیا ہوں میں

اہلِ وطن نے چاہ میں پھینکا ہے بارہا
نیلام کر کے مصر میں بیچا گیا ہوں میں

یارو سزائے جرمِ زلیخا مجھے ملی
بہکے نہیں قدم تو ستایا گیا ہوں میں

تابش گریزیوں کو بحالِ نظر کہاں؟
چشمہ لگا کے دھوپ کا دیکھا گیا ہوں میں

قربان گاہِ غم پہ چڑھانے کے واسطے
بچپن میں کتنے پیار سے پالا گیا ہوں میں

گو ماورائے وقت بھی ہے مجھ میں ایک چیز
میزانِ صبح و شام میں تولا گیا ہوں میں

سوداگری کے فن میں ہیں کیا کیا ترقیاں
خود بے خبر رہا ہوں، خریدا گیا ہوں میں

بہتا حقیقتوں کے تلاطم میں تا بہ کے
سوتا بنا ہوا تھا، جگایا گیا ہوں میں

دم لے کے لوٹ جاؤں گا اُو میزبانِ زمیں!
قاصد بنا کے دور سے بھیجا گیا ہوں میں

اے ساکنانِ شہرِ خموشانِ زندگی!
پیغامِ حشر دے کے اُتارا گیا ہوں میں

منزل کی قدر آتی ہے آوارگی کے بعد
جنت سے اس لئے بھی نکالا گیا ہوں میں

اکثر کسی شریکِ سفر کی تلاش میں
تا انتہائے راہ بھی تنہا گیا ہوں میں

اوروں نے مجھ کو میری ہی باتیں بتائی ہیں
اس درجہ بےخودی میں بھی دیکھا گیا ہوں میں

یوں بھی ہوا کہ تابِ شرر بھی نہ لا سکا
یوں بھی ہوا کہ آگ میں ہنستا گیا ہوں میں

چلتا رہا ہوں چھوڑ کے پھولوں کی وادیاں
کانٹوں کی جھاڑیوں کو کچلتا گیا ہوں میں

تاریکیوں میں کھائی ہے ٹھوکر جہاں جہاں
اپنے لہو کے دیپ جلاتا گیا ہوں میں

گردش ٹھہر گئی جو کوئی یاد آگیا
فرشِ ثریٰ سے تا بہ ثریا گیا ہوں میں

وہ ظرف تھا مرا یہ ہیں بخشش کے حوصلے
قطرے طلب کئے تھے کہ گہر پا گیا ہوں میں

بابِ کرم قبول نہ ہو میری ہر دعا
اپنی ہی خواہشات سے ٹکرا گیا ہوں میں

کوثر لباسِ قہر میں اُتری ہیں رحمتیں
ٹھوکر لگا کے راہ پہ لایا گیا ہوں میں

بقیہ صا نتیجہ امتحان سالانہ مدرسہ ثانویہ ۱۳۹۶ھ

۹۔	محمد سہیل	مترقی	درجہ اطفال (ب)		۸۔	عائشہ خاتون	دوم
۱۰۔	بے بی طیبہ	"	۱۔	محمد فاضل	اوّل	۹۔	اکرم	"
۱۱۔	محمد حسین	"	۲۔	شفیق عالم	"	۱۰۔	جلال الدین	مترقی
۱۲۔	محمد نعیم	"	۳۔	اسلم بیگ	"	۱۱۔	معین الدین	"
۱۳۔	غفران احمد	"	۴۔	محمد صادق	دوم	۱۲۔	اسرار علی	"
۱۴۔	احتشام علی	"	۵۔	محمد یعقوب	"	۱۳۔	ممتاز جہاں	"
۱۵۔	ریشمہ بانو	"	۶۔	زینت پروین	"	۱۴۔	صالحہ خاتون	"
۱۶۔	محمد شبیر	"	۷۔	خورشید عالم	"	۱۵۔	محمد حبیب	"

محمد عشرت
مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

زکوٰۃ کے بنیادی مصالح

بہت سے معاصر اہل قلم اور اہل فکر جو جدید معاشی فلسفوں اور علم الاقتصاد کی غیر معمولی اہمیت اور ہمہ گیری سے کم و بیش متاثر اور ذہنی طور پر مرعوب ہیں، مال اور زکوٰۃ کے اقتصادی اور اجتماعی مصالح و منافع پر زور دیتے ہیں اور اس کو صرف ایک عادلانہ ٹیکس قرار دیتے ہیں یا زیادہ محتاط الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی تحریروں کو پڑھنے والا کم از کم ایسا محسوس کرتا ہے کہ ان کی رائے زکوٰۃ کے بارہ میں یہ ہے کہ دنیا کے معاشی نظاموں نے اب تک جتنے ٹیکس سوسائٹی پر عائد کئے ہیں، یہ اسلامی ٹیکس ان سب سے زیادہ منصفانہ، حکیمانہ اور متوازن ہے اس لحاظ سے وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ زکوٰۃ اس اشتراکیت (سوشلزم) کی نہایت مستحکم بنیاد ثابت ہو سکتی ہے جسے اسلام نے اپنی ترقی و عروج کے بہترین زمانہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا وہ (چند مستثنیات کو چھوڑ کر) زکوٰۃ کی اس حقیقی روح کو فراموش کر دیتے ہیں جو اس کے پورے نظام میں جاری و ساری ہے، یہ روح ہے عبادت اور تقرب الی اللہ کی، اس طرح وہ اسکے بنیادی مقصد اور اصل مصلحت و حکمت کو نظر انداز کر دیتے ہیں؛ یعنی نفس کو بخل، خود غرضی، انانیت، فقراء کی حق تلفی اور قلب کی قساوت سے پاک و صاف کرنا، اللہ تعالیٰ کی قبولیت و رضا حاصل کرنا اور فقراء و ضعفاء کی دلداری اور ہمدردی کے نتیجہ میں مال میں پاکی اور نورانیت اور خیر و برکت کا ظہور۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت اہتمام و تاکید کے ساتھ اس بنیادی مصلحت اور حقیقی فائدہ کا ذکر کیا ہے اور سب سے زیادہ زور اسی مرکزی نقطہ پر دیا ہے،

"خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا۔"

(آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجئے اسکے ذریعہ سے آپ انہیں پاک و صاف کر دیں گے)

زکوٰۃ اور سود کا موازنہ کرتے ہوئے ارشاد ہے۔

"وما آتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ، وما آتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ہم المضعفون۔"

(اور جو چیز تم اس غرض سے دو گے کہ لوگوں کے مال میں پہنچ کر زیادہ ہو جائے سو وہ اللہ کے آگے نہیں بڑھتی اور جو تم صدقہ دو گے جس سے اللہ کی رضا طلب کرتے ہو گے تو ایسے لوگ عنقریب بڑھاتے رہیں گے)

ابو داؤد میں ہے حضرت ابن عباس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "نہیں فرض کی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ مگر اس لئے کہ اس کے ذریعہ تمہارا بقیہ مال و دولت پاک ہو جائے"۔

اس اساسی مصلحت کے بعد جماعت اور معاشرہ کی مصلحت آتی ہے جس میں معاشرہ کی خود کفالتی، غرباء کی اہم ضرورتوں کی تکمیل، سوسائٹی کے ہر ممبر کے لئے باعزت اور شریفانہ زندگی کے مواقع کی فراہمی، تاکہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر سکے، اور مقصد حقیقی اور کمال اصلی تک پہونچ سکے۔

وہ علماء جنہوں نے کتاب و سنت اور دوسرے علوم اسلامیہ کا براہ راست اور گہرا مطالعہ کیا تھا اور اپنے کو خارجی اثرات سے محفوظ رکھا تھا اور جو صرف دور نبوت سے واقف تھے اور گویا وہیں کے تعلیم یافتہ تھے، اور جنہوں نے اسلام کے فہم صحیح کے لئے صحیح راستہ منتخب کیا تھا وہ ان مصالح میں ترتیب اور فرق مراتب ہمیشہ ملحوظ رکھتے تھے اور ہر چیز کو وہی حیثیت دیتے تھے جو کتاب و سنت نے مقرر کر دی ہے، سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس بات کو صحابہ کرام نے سمجھا پھر ان کے جانشین اس فہم صحیح کو میراث نبوت کی حفاظت کے ساتھ اپنی آئندہ نسلوں تک منتقل کرتے رہے، ہم اس سلسلہ میں اسلام کے بعض ممتاز ترین علماء اور ان کے اقتباسات پیش کرتے ہیں تاکہ ہمیں اس طرز فکر کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب زکوٰۃ کے بنیادی مصالح اور اس کے احکام کے اسرار اور حکمتوں کا ذکر کرتے ہوئے "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھتے ہیں:-

"جاننا چاہئے کہ زکوٰۃ میں سب سے اہم مصالح دو ہیں، پہلی مصلحت تہذیب نفس ہے اسلئے کہ نفس اور حرص و بخل کا چولی دامن کا ساتھ ہے، حرص بدترین اخلاق میں سے ہے، جو معاد میں انسان کو سخت ہلاکت میں ڈال سکتی ہے، جو حریص ہوگا مرتے وقت بھی اس کا دل مال میں اٹکا رہیگا اور اس کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اگر زکوٰۃ کی مشق اس کو ہوگی تو یہ حرص اس سے ختم ہو چکی ہوگی، جو بالآخر اس کو نفع پہونچائیگی، انابت اور رجوع الی اللہ کے بعد معاد میں سب سے اعلیٰ اخلاق سخاوت نفس ہے، جس طرح رجوع الی اللہ، انابت و عبودیت، دعا اور تضرع سے عالم جبروت سے مناسبت اور قرب پیدا ہوتا ہے، اسی طرح سخاوت خسیس اور پست دنیاوی صورتوں اور شکلوں کو ترقی ہے، اس لئے کہ وہ بہیمیت کی ضد ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ ملکوتی (فرشتوں والی صفات) غالب ہوں اور بہیمانہ صفات ان سے دب جائیں، بلکہ ان کے رنگ میں رنگ جائیں اور ان پر بھی اس حکم کا اطلاق ہونے لگے جو ملکوتی صفات پر ہوتا ہے، اس کا راستہ یہی ہے کہ مال کو باوجود ضرورت و احتیاج کے راہ خدا میں خرچ کیا جائے، ظالم کو معاف کیا جائے، مصائب پر صبر کیا جائے اور دنیاوی تکالیف و مشکلات، آخرت کے یقین کی وجہ سے آسان و خوشگوار ہو جائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزوں کا حکم دیا ہے اور ان کے حدود مقرر فرمائے ہیں، ان میں مال کا خرچ کرنا بھی ہے جو بہت سے حدود و قیود کے ساتھ وابستہ ہے اور اسکی اہمیت اتنی ہے کہ ایمان اور نماز کے ساتھ قرآن مجید میں جگہ جگہ اس کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ اہل نار کے بارہ میں فرماتا ہے؛

قالوا لم نک من المصلین ○ ولم نک نطعم المسکین ○ وکنا نخوض مع الخائضین ○

(وہ کہیں گے ہم تو نہ نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ ہم غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور شغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی شغلہ میں پڑے رہتے تھے)

دوسری مصلحت کا تعلق شہر سے ہے اس لئے کہ ضعفاء و اہل حاجت جمع ہوں گے، اگر انکی ہمدردی و اعانت کی یہ سنت نہ ہو تو وہ سب بھوک سے ہلاک ہو جائیں اس کے علاوہ شہروں کا نظام مال پر قائم ہوتا ہے اور ان شہروں کی حفاظت کے ذمہ دار اور وہاں کے مدبرین و منتظمین اپنی ان مشغولیات اور ذمہ داریوں کی وجہ سے کوئی باقاعدہ ذریعہ معاش اختیار نہیں کر سکتے، ان کی معیشت کا انحصار بھی اسی پر ہوتا ہے، مشترکہ اخراجات یا چندے سب کے لئے آسان ہیں نہ ممکن، اس لئے رعیت سے ان مصالح کے لئے مقررہ رقم وصول کرنا مناسب دستور ہے،

اور چونکہ مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ یہ دو مصالح باہم لازم و ملزوم رہیں، اس لئے شرع نے بھی اس کو ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ رکھا ہے۔"

علامہ بحر العلوم فرنگی محلی لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ ٹیکس نہیں، بلکہ دوسری عبادتوں کی طرح خالص اللہ کی عبادت ہے وہ کہتے ہیں کہ:-

"ادائیگی زکوٰۃ کے وقت نیت کی درستی بہت ضروری ہے، اس لئے کہ زکوٰۃ بہت بڑی عبادت ہے، جس طرح نماز کا مقصد سوائے حصول ثواب کے کچھ نہیں، چنانچہ نیت اس کے لئے فرض ہے، اگر بلا نیت کے ادا کرے گا تو جس طرح نماز بلا نیت کے نہیں ہوتی، زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہوگی، البتہ نماز بلا نیت کے باطل ہو جاتی ہے، بخلاف زکوٰۃ کے جو بلا نیت کے دیہ ہو جاتی ہے، چنانچہ دینے کا ثواب اس کو ضرور حاصل ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نیکوکار کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔"

زکوٰۃ کی نمایاں خصوصیات:

زکوٰۃ کی بہت سی ایسی نمایاں خصوصیات ہیں جو انسان کے خود ساختہ قوانین اور حکومت کے عائد کردہ ٹیکسوں سے بہت مختلف ہیں، ان ما بہ الامتیاز خصوصیات نے زکوٰۃ کو ایک خاص رنگ اور مزاج بخشا ہے، اسی کو دینی تقدس اور پاکیزگی عطا کی ہے اور اس کے اندر زندگی و اخلاق پر اثر انداز ہونے اور خدا و بندہ کے تعلق کو استوار اور مستحکم کرنے کی ایسی قوت و صلاحیت پیدا کر دی ہے جو کسی دوسرے دنیاوی ٹیکس میں (خواہ اس میں انصاف اور اعانت کو زیادہ سے زیادہ ملحوظ رکھا گیا ہو) نہیں ہے اور نہ ممکن ہے۔

تبشیر و انذار: ان خصوصیات میں سب سے نمایاں، بنیادی اور موثر چیز ایمان و احتساب کی وہ روح ہے جو اس فریضہ میں جان ڈالتی ہے، اس روح یا اسپرٹ سے دنیکی ٹیکس، سرکاری قوانین اور معاشی حد بندیاں قدرتی طور پر بالکل محروم ہیں، بلکہ اس کے برعکس ان میں ناراضگی، گرانی اور بددلی کا عنصر بہت نمایاں ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹیکس دینے والا یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ یہ ٹیکس اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے اور اس پر ... اجر و ثواب ملے گا، بلکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ٹیکس لگانے والے خود اس جیسے انسان ہیں اور شاید اس سے بھی پست تر ہیں اور اس ٹیکس سے ہونے والی آمدنی زیادہ تر تعیشات، اپنے اقتدار کو محفوظ رکھنے یا چند اشخاص اور مخصوص پارٹیوں کے مفاد پر خرچ ہوتی ہے، اسکے علاوہ ان ٹیکسوں کے ساتھ دینی ترغیب و ترہیب کی کوئی قوت نہیں ہوتی، بلکہ اس کے بجائے جرمانے، دھمکیاں، سزائیں اور خشک و سخت قوانین ہوتے ہیں جن سے عوامی ناراضگی اور بے اطمینانی و بے چینی میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

ان حکمتوں کی وجہ سے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا، قرآن و حدیث اور نبوی تعلیمات میں زکوٰۃ کا ذکر ہمیشہ فضائل، دنیا و آخرت میں اس کے نتائج و ثمرات، اجر و ثواب، مال و دولت میں برکت، یا زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کو عذاب الیم کی وعید اور بے برکتی کے ساتھ کیا گیا ہے۔

خط و کتابت کے وقت حوالہ
خریداری نمبر
ضرور لکھیں۔

احکام رمضان المبارک

ماہ رمضان کی فضیلت و عظمت:

رمضان شریف اسلام میں ایک نہایت ہی مقدس اور برگزیدہ مہینہ ہے اس کی سب سے بڑی اور بنیادی عبادت روزہ ہے جو نفس کو مانجھنے اور صاف کرنے میں خاص اثر رکھتا ہے، اس مبارک مہینے میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا ہو جاتا ہے۔

رمضان شریف کا خاص شغلہ تلاوت قرآن حکیم اور اپنے اوقات کو یاد خداوندی سے بھرپور رکھنا ہے، روزہ میں جھوٹ، غیبت، چغل خوری وغیرہ معاصی روزہ کو کالعدم اور روزہ دار کو قریب بہ ہلاک کر دیتے ہیں جس سے بچنا ضروری ہے۔

روزہ میں نیت کی ضرورت: روزہ میں نیت شرط ہے (نیت کے معنی دل کے ارادہ کے ہیں) اگر روزے کا ارادہ نہیں کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ ادا نہیں ہوگا۔

رمضان کے روزے کی نیت نصف دن شرعی سے پہلے تک کر سکتا ہے بشرطیکہ صبح صادق کے ہونے کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو، اور کوئی کام جو روزہ کا مفسد ہو نہ کیا ہو اس کے بعد اگر نیت کرے گا تو معتبر نہ ہوگی۔ زبان سے نیت کرنی فرض نہیں لیکن بہتر اور مستحب یہ ہے کہ سحر کا کھانا کھا کر اس طرح نیت کر لیا کرے،

بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

اگر افطار کے وقت ہی اگلے روزے کی نیت کر لی تب بھی جائز ہے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نیت کے بعد کھانا پینا جائز نہیں یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ صبح صادق ہونے سے پہلے تک کھانا پینا وغیرہ بلاشبہ درست ہے نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں جاتا:

بھول کر کھانا پینا روزہ کو نہیں توڑتا بلا اختیار حلق میں گرد و غبار یا مکھی مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، آٹا پیسنے والے تمباکو کوٹنے والے کے حلق میں گرد آٹا وغیرہ اڑ کر جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کان میں پانی چلا جائے یا خود بخود قے آنے یا خواب میں غسل کی حاجت ہو جائے یا قے اگر خود بخود لوٹ جائے ان سب باتوں سے روزہ نہیں جاتا، اور کچھ خلل نہیں آتا، آنکھوں میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں جاتا، خوشبو سونگھنے سے کچھ خلل نہیں آتا، تھوک یا تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر قصداً قے کی اگر تھوڑی سی (یعنی منھ بھر سے کم) تو روزہ نہیں جاتا، تھوڑی سی قے آئی اور قصداً لوٹا کر نگل گئی تو اس میں اختلاف ہے، اگر روزہ میں کوئی بھول کر کھا پی رہا ہے اور قوی و تندرست ہے تو اس کو یاد دلا دینا ضروری ہے، اگر ضعیف و ناتواں ہے تو نہ یاد دلانا درست ہے، اگر خود بخود یا مسواک وغیرہ کرنے سے دانتوں سے خون نکلے لیکن حلق میں نہ جائے تو روزہ میں خلل نہیں آتا، اگر خواب میں یا صحبت کرنے سے رات کو غسل کی حاجت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہ کیا تو روزے میں خلل نہیں آتا، اگر دن کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہو گئی تو روزہ میں ذرا بھی نقصان نہیں آتا۔ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن دماغ اور معدہ میں اگر براہ راست کوئی دوا وغیرہ پہنچائی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

جن چیزوں سے قضا واجب ہوتی ہے:

کان یا ناک میں دوا ڈالنا قصداً منھ بھر قے کرنا، منھ بھر قے آئی تھی اس کو نگل جانا یا کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا یہ سب چیزیں روزے کو توڑنے والی ہیں مگر صرف قضا آئے گی کفارہ واجب نہیں۔ کنکر یا لوہے، تانبے وغیرہ کو نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں، یا رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھائی تو اس روزے کی قضا واجب ہوگی۔ دن باقی تھا غلطی سے یہ سمجھ کر آفتاب غروب ہو گیا روزہ کھول لیا تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں، جان بوجھ کر بیوی سے صحبت کرنا، کھانا پینا، روزہ کو توڑتا ہے اور قضا بھی آتی ہے اور کفارہ بھی۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے، اس کی طاقت نہ ہو تو متواتر ۶۰ روزے رکھنا، اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ۶۰ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے اور جن چیزوں سے مکروہ نہیں ہوتا:

بلا ضرورت کسی شے کو چبانا، نمک وغیرہ کا ذائقہ چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے، قصداً منھ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا مکروہ ہے، تمام دن ناپاک رہنا سخت گناہ ہے اور روزہ مکروہ ہو جاتا ہے، فصد کرانا، پچھنے لگوانا روزہ میں مکروہ ہے، غیبت، بدگوئی، لڑائی جھگڑا، روزے کو مکروہ کر دیتے ہیں اور ثواب بہت کم رہ جاتا ہے، مسواک کرنا، سر یا مونچھوں پر تیل لگانا مکروہ نہیں۔ اگر بیوی کو اپنے خاوند یا نوکر کو اپنے آقا کے غصہ کا اندیشہ ہو تو کھانے کا نمک چکھ کر تھوک دینا مکروہ نہیں، آنکھوں میں دوا ڈالنا مکروہ نہیں۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت:

اگر مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو رمضان میں روزے نہ رکھے تندرست ہو جانے پر قضا کرے، اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کے زیادہ ہو جانے کا خوف ہے تب بھی روزہ چھوڑ دینا جائز ہے پھر قضا رکھے، حاملہ کو اگر بچے یا اپنی جان کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا اور پھر قضا کر لینا جائز ہے، اپنے یا غیر کے بچہ کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے معذور ہو تو قضا کر دینا جائز ہے۔ ہمارے نواح کے ۴۸ کوس یعنی ۴۸ میل (۷۷ کلومیٹر) کا سفر یا اس سے زیادہ سفر شرعی سفر کہلاتا ہے، یعنی ایسے سفر میں مسافر کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے واپس آنے کے بعد قضا کرے، اگر کوئی مسافر دوپہر سے پہلے اپنے وطن پہونچ گیا اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں تو اس پر واجب ہے کہ روزہ پورا کرے، کیونکہ اب سفر کا عذر باقی نہیں رہا اگر کوئی شخص کسی تیز سواری یا ریل میں تین گھنٹے میں ۷۷ کلومیٹر پہونچ جائے گا تو اس کے لئے بھی سفر رخصت یعنی نماز کا قصر اور افطار کی اجازت حاصل ہو جائے گی، بہت بوڑھا ضعیف جس کو روزہ میں نہایت شدید تکلیف ہوتی ہے روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر گیہوں انگریزی، یا ایک کلو ۶۳۳ گرام مساکین کو دے لیکن اگر کبھی طاقت آ جائے گی تو قضا ضروری ہوگی۔ عورت کو اپنے نسوانی عذر یعنی حیض کے ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں، اسی طرح پیدائش کے بعد جتنے روز نفاس کا خون آئے جب خون بند ہو جاوے روزہ رکھنا چاہئے اور رمضان شریف کے بعد ان دنوں کے روزوں کی قضا ضروری ہے جن دنوں میں عذر رہا ہے جن لوگوں کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے ان کو بلاتکلف سب کے سامنے کھانا پینا نہیں چاہئے بلکہ تعظیم رمضان المبارک لازم ہے۔

روزہ توڑنا اور اس کی قضا:

فرض روزے کو بلا کسی شدید تکلیف اور قوی عذر کے توڑنا جائز نہیں پس اگر سخت بیمار ہو گیا کہ اگر روزہ نہ توڑے تو جان کا اندیشہ غالب ہے، یا بیماری بڑھ جانے کا احتمال قوی ہے یا ایسی شدید پیاس لگی ہے کہ مر جائے گا تو روزہ توڑ ڈالنا جائز بلکہ واجب ہے اگر کسی عذر سے روزے قضا ہو گئے ہوں تو جب عذر جاتا رہے تو جلد ادا کر لینا چاہئے کیونکہ زندگی کا بھروسہ نہیں کیا خبر موت آ جائے اور فرض ذمہ رہے مثلاً بیمار کو مرض سے صحت پانے کے بعد اور مسافر کو سفر سے آنے کے بعد جلد ادا کر لینا چاہیئے۔ قضا رکھنے میں اختیار ہے کہ متواتر (یعنی لگاتار رکھے) یا جدا جدا متفرق، اگر قضا رکھنے کا وقت پایا لیکن بغیر ادا کئے مر گیا تو مناسب ہے کہ وارث ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر (ایک کلو ۶۳۳ گرام) گندم صدقہ کریں اور اگر مال چھوڑ گیا ہے اور روزہ کی وصیت کر گیا ہے تو ادا کرنا لازم اور واجب ہے۔

سحری کھانے کا بیان اور فضیلت:

روزے کے لئے سحری کھانا مسنون ہے، اور باعث ثواب ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "سحر کھایا کرو کہ اس میں برکت ہوتی ہے" یہ ضروری نہیں کہ پیٹ بھر کر کھائے بلکہ ایک دو لقمہ یا چھوارے کا ٹکڑا یا دو چار دانے چبائے تب بھی ثواب پائے گا، افضل اور بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصے میں صبح صادق ہونے سے ذرا پہلے کھائے اور اگر دیر ہو گئی اور گمان غالب یہ ہے کہ صبح ہو گئی اور کچھ کھا لیا تو شام تک کچھ نہ کھائے اور پھر قضا رکھنا لازم ہے، اور اگر کسی مرغ یا مؤذن نے صبح صادق سے پہلے اذان دیدی تو سحر کھانے کی ممانعت نہیں جب تک صبح صادق نہ ہو جائے بلاتکلف کھا پیو۔

افطار: آفتاب غروب ہو جانے کے بعد افطار میں دیر نہ کرنی چاہئے البتہ جس روز ابر ہو احتیاط کے لئے دیر کرنا بہتر ہے، کھجور یا خرما سے افطار کرنا مسنون اور باعث ثواب ہے اور یہ نہ ہو تو پانی بہتر ہے، آگ کی پکی ہوئی چیز مثلاً روٹی، چاول، شیرینی وغیرہ سے افطار کرنے سے ہرگز کراہت اور نقصان روزہ میں نہیں آتا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ کوئی پھل وغیرہ دوسری چیز ہو اور خرما و کھجور وغیرہ سب سے افضل ہے۔ اگر کسی دوسرے کی دی ہوئی چیز سے روزہ افطار کروگے تو تمہارا ثواب ہرگز کم نہ ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے ثواب عطا فرمائے گا پھر تم اس کو واپس کرکے کیوں بخیل کہلاتے ہو، البتہ یہ مال حرام اور مشتبہ ہو تو ہرگز قبول نہ کرو، یہ حدیث و فقہ سے ثابت ہے، اگر روزہ افطار کھانا اور کھانے پینے کی وجہ سے مغرب کی نماز جماعت میں غروب کے بعد دس بارہ منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اور افطار کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا کافی ہے، "اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت" اور افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے،

ذہب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ تعالیٰ

تراویح اور وتر: عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت تراویح با جماعت مسنون ہے اگر حافظ با سہولت پڑھنے والا مل جائے تو تمام رمضان میں ایک قرآن مجید ختم کر دینا چاہیے۔ اس قدر زیادہ پڑھنا مکروہ ہے جس سے اکثر مقتدیوں کو تکلیف ہو اور تین دن سے کم میں ختم کرنا اچھا نہیں۔ اگر تراویح میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور پوری چار رکعت پر سلام پھیرا تو ان چاروں کو دو کی جگہ شمار کرنا چاہیے چار نہ کہے، جس شخص کی دو یا چار رکعت تراویح کی رہ گئیں وہ امام کے ہمراہ با جماعت وتر پڑھ لے اور پھر اپنی باقی تراویح ادا کرے تو درست ہے، جس شخص کو عشاء کے فرض با جماعت نہیں ملے وہ وتر کو امام کے ساتھ با جماعت پڑھ سکتا ہے۔

جو حافظ روپے کی طمع میں قرآن شریف سناتا ہے اس سے بہتر وہ ہے جو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھ لے۔ اگر اجرت مقرر کر کے قرآن مجید سنایا جائے تو نہ امام کو ثواب ہوگا نہ مقتدیوں کو۔ اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں سخت گناہ ہے۔ نابالغ کو تراویح میں بھی امام بنانا جائز نہیں حدیث و فقہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔

اعتکاف اور شب قدر: اخیر عشرہ میں اعتکاف سنت ہے اگر بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے ذمہ ترک سنت کا وبال رہتا ہے اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں رہنا اور سوائے حاجت ضروری اور غسل و وضو کے باہر نہ آنا۔ خاموش رہنا اعتکاف میں ہرگز ضروری نہیں البتہ نیک کلام کرنا چاہیے بد کلامی اور لڑائی جھگڑے سے بچنا چاہیے۔ اعتکاف اس مسجد میں ہو سکتا ہے جس مسجد میں پنجگانہ نماز جماعت سے ہوتی ہے۔ اگر پورے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آئے تو اعتکاف سے باہر ہو یہ بھی جائز ہے اور باعث ثواب ہے کہ ایک دو روز یا ایک آدھ گھنٹہ کے لئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہے۔ شب قدر کا رمضان کے اخیر عشرہ میں ۲۱ یا ۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ یا ۲۹ کو ہونا احادیث میں وارد ہے، لہٰذا ان مخصوص راتوں میں بہت محنت سے عبادت میں مشغول رہنا چاہیے۔

صدقۃ الفطر: صدقۃ الفطر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس ضروریات خانہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ (تقریباً ۶۱۲ گرام) چاندی یا اسی قدر وزن کے چاندی کے روپے ہوں یا زیور، مال و جائداد یا تجارت کا مال ہو یا ساڑھے سات تولہ تقریباً ۸۷ گرام سونا یا اسی قدر وزن کا زیور ہو، یہ ضروری نہیں کہ اس پر سال بھی گزر گیا ہو اگر کسی کے پاس بہت مال ہے لیکن قرض اس قدر ہے کہ اگر ادا کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس قیمت کا اسباب باقی نہیں رہتا تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں جس شخص کے پاس مذکورہ بالا مال یا اس سے زیادہ ہو وہ اپنی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی۔

صدقۃ الفطر ایک آدمی کا ایک کلو ۶۳۳ گرام گیہوں یا ۳ کلو ۲۶۶ گرام جو، یا ان کی قیمت ہے، یہ وزن پونے دو سیر اور ساڑھے تین سیر کے مساوی ہے اپنے نادار عزیز و اقارب سب سے زیادہ مستحق ہیں ایک شخص کو کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر دیا جائے تو درست ہے اور اگر ایک آدمی کا صدقۂ فطر کئی محتاجوں کو دیں تو بھی درست ہے۔ عید کی نماز سے پہلے ادا کر دینا بہت زیادہ باعث ثواب ہے۔

جس نے عذر یا غفلت سے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے بشرطیکہ مذکورہ بالا مقدار کے بقدر مال رکھتا ہو صدقۃ الفطر مؤذن یا امام وغیرہ کو اجرت میں دینا جائز نہیں اور مسجد کی تعمیر اور اس کے مصارف میں بھی لگانا درست نہیں۔

زکوٰۃ: مال کی جس مقدار پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے اسی مقدار پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ زکوٰۃ کا نصاب یہ ہے کہ مال کی مقدار کا چالیسواں حصہ (۲½ فیصدی) ادا کیا جائے مگر اس میں مال کا نامی ہونا اور مال پر سال گزرنا ضروری ہے، سال ختم ہونے سے پہلے زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ رمضان المبارک میں زکوٰۃ ادا کرنے میں زیادہ فضیلت ہے، طالبان علم دین زکوٰۃ کے بہترین مصرف ہیں اس میں دوہرا ثواب ہے، فرض کی ادائیگی کا... اور اشاعت علم دین کا۔

رؤیت ہلال: اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور عید کے چاند میں بہت سے لوگوں کا دیکھنا معتبر ہوگا، ایک یا دو کے قول کی سند نہیں اگر مطلع صاف نہیں تو رمضان کے چاند میں ایک مسلمان کا خبر دینا کافی ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ فاسق نہ ہو، چاند کے ثابت ہونے میں جنتری کا اعتبار نہیں ہے، ریڈیو پر چاند کی اطلاع کے معتبر ہونے نہ ہونے کی شرائط مستند علماء سے سمجھ لی جائیں، اور عید کے لئے دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں یہ کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ چاند دیکھا ہے اور شرط یہی ہے کہ فاسق اور بدکار نہ ہوں۔

ترکیب نماز عید: پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر سبحانک اللھم آخر تک پڑھے اور دوسری تیسری تکبیر میں ہاتھ چھوڑ دئے جائیں اور چوتھی تکبیر پر ہاتھ باندھ لئے جائیں امام سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں۔
دوسری رکعت میں امام فاتحہ اور سورۃ کے بعد تین مرتبہ تکبیر کہے اور ہر بار ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دے اور چوتھی تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہہ کر رکوع کریں۔ اس نماز کا وقت آفتاب بلند ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے [illegible]

غزوۂ تبوک کی
ہمت شکن اور صبر آزما گھڑی

تحریر: محمد علی آخر شباب ——— ترجمہ: محمد صدر الحسن شمشی عربی

جب کلام پاک کی یہ آیت نازل ہوئی کہ "آپ ان لوگوں سے جنگ کیجئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور ان چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے جسے اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام قرار دیا ہے اور اہل کتاب میں سے جو لوگ اس دین کو دین حق نہیں سمجھتے"، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو غزوہ روم کی تیاری کا حکم دے دیا۔ زمانہ پریشان حالی اور تنگدستی کا تھا، گرمی اپنے شباب پر تھی ہر طرف قحط کا دور دورہ تھا، کھجور کے باغات بھی پک رہے تھے اور پھلوں کے خوشے اپنی جاذبیت میں اضافہ کر رہے تھے، درخت کے گھنیرے سایہ تلے آسودگی ہر ایک کی تمنا تھی اور ان حالات میں کوچ کرنا طبیعت کی خلش میں اضافہ کا باعث تھا۔ ایک طرف یہ پوزیشن تھی دوسری طرف آپؐ نے معاملہ کو ظاہر فرما دیا اور تیاری کا حکم دیا تاکہ حتی الامکان ساز و سامان سے مسلح ہو جائیں حالانکہ آپ کی عادت شریفہ یہ نہیں تھی بلکہ اس سے پہلے جس لڑائی میں بھی نکلتے تو توریہ سے کام لیتے تھے لیکن چونکہ اس بار صحابہ کرام کو مشقتوں کا سامنا کرنا تھا زمانہ بھی سخت گرمی کا تھا اور مقابلہ دشمنوں کے ایک جم غفیر سے تھا اس لئے اس بار معاملہ برعکس تھا لیکن ان حالات نے مختلف حقائق کا بھی انکشاف کر دیا اور وہ منافقین جو مسلمانوں کے ساتھ رہ کر ان کے حالات سے دشمنوں کو باخبر کرتے تھے کھل کر سامنے آگئے اور ان منافقین کی جماعت میں سے بعض نے بعض سے کہنا شروع کیا کہ "گرمی کے زمانہ میں لڑائی کے لئے نہ نکلو" اس پر اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "وہ لوگ کہتے ہیں کہ گرمی کے زمانہ میں نہ نکلو، آپؐ کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے تو ان کو چاہیے کہ ان چیزوں کے بدلے جو وہ کر رہے ہیں کم ہنسیں اور زیادہ روئیں۔"

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی ۳۰ ہزار کی جمعیت کے ساتھ جو مدینہ اور عرب کے مختلف قبائل پر مشتمل تھا کوچ کیا۔ بعض وہ لوگ بھی تھے جو صحابہ کی جمعیت میں شامل نہ تھے اسلئے صحابہ کرام حضورؐ سے بار بار عرض کرتے یا رسول اللہ فلاں پیچھے رہ گیا تو ہر بار آپ کا یہ جواب ہوتا کہ اگر انہیں کوئی بھلائی ہوگی تو اللہ ضرور انہیں تم سے ملا دے گا اور اگر انہیں کوئی بھلائی نہیں تو اللہ نے تمہیں انکے شر سے محفوظ کر دیا ہے۔ نوبت یہاں تک پہونچی کہ صحابہ کرامؓ نے یہ کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ خدا ابوذرؓ بھی پیچھے رہ گئے۔ آپؐ نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ لیکن حضرت ابوذرؓ اپنی اونٹنی پر سوار جانب قافلہ بڑھ رہے تھے۔ اونٹنی جب تیز چلنے سے عاجز آگئی تو آپ نے اپنے سامان کو پشت پر رکھا اور پیادہ پا حضورؐ کا پیچھا کرنے لگے۔ حضورؐ راستہ میں آرام کے لئے فروکش ہوئے۔ صحابہ کرام کی نظر ایک تنہا شخص پر پڑی جو اس سمت سرگرم سفر تھا۔ سرکار نے سنتے ہی فرمایا "اللہ کرے ابوذر ہو" تھوڑی دیر کے بعد صحابہ کرامؓ نے اطلاع دی کہ وہ ابوذرؓ ہی ہیں تو آپؐ نے فرمایا "اللہ ابوذر پر رحم کرے تنہا سفر کرتے ہیں تنہائی کی حالت میں ان کی موت بھی ہوگی اور تنہا اٹھائے بھی جائیں گے۔"

غزوۂ تبوک میں جن ہمت شکن مشکلات کا صحابہ کرامؓ کو سامنا کرنا پڑا اس کے متعلق بعض روایتوں میں یہ بھی آتا ہے کہ وہ ایسی سخت گرمی اور قحط سالی کا زمانہ تھا اور پانی اور توشے کی اس قدر کمی تھی کہ دو شخص ایک کھجور کو دو حصوں میں تقسیم کرتا اور ایک حصہ کو ایک شخص لیتا اس کو چوستا پھر پانی پیتا پھر دوسرے کو دیتا اور وہ پانی پیتا پھر تیسرے کو دیتا اور وہ پانی پیتا۔

روایتوں میں یہاں تک آتا ہے کہ کچھ مسلمان ایک جگہ اترے اور انہیں سخت پیاس لگی تو ایک شخص پانی کی تلاش میں نکلا، لوٹتے لوٹتے اس کی یہ حالت ہو گئی کہ حلق کی خشکی پیام اجل ثابت ہونے لگی، نوبت یہاں تک پہونچی کہ ایک صحابی نے اپنے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اس کے گوبر کو نچوڑا اس سے نکلے ہوئے پانی سے اپنی تشنگی بجھائی اور گوبر کو اپنے کلیجہ پر ڈال لیا۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ مصیبت کی گھڑیوں میں اسلاف کے طریقۂ کار کو مشعل راہ بنائیں اور پائے ثبات میں ذرہ برابر بھی لغزش نہ آنے دیں۔

●●

تاریخ کے دریچے سے!

جاں بازی: سلطان شہاب الدین غوری رائے پتھورا کے خلاف ترائین کے میدان میں لڑائی لڑنے کو اترا تو اپنے سواروں کے ساتھ ایسی مردانگی کے ساتھ لڑا کہ دوست دشمن سب اس کی تعریف کر رہے تھے، لیکن یکایک اس کے افغان اور خلجی سوار راجپوتوں کے دباؤ سے منتشر ہونے لگے اور سلطان کا پورا لشکر راجپوتوں کی طویل صفوں کی گود میں آگیا، اس خطرہ کا خیال کئے بغیر سلطان دشمنوں کے بیچ گھس گیا، پہلے تو تلوار سے لڑا پھر نیزہ لے کر راجپوتوں کے سپہ سالار گوبند رائے کے ہاتھی کی طرف بڑھا، اور قریب پہونچ کر ہاتھی پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے لیکن گوبند رائے نے بھی سنبھل کر ہاتھی کی پیٹھ پر سے سلطان کے بازو پر تلوار کا ایک کاری زخم لگایا، اور قریب تھا کہ سلطان غش کھا کر گھوڑے سے نیچے گر جائے کہ ایک خلجی سوار بڑی برق رفتاری سے سلطان کے پیچھے گھوڑے کی پیٹھ پر کود کر بیٹھ گیا اور سلطان کو اپنی گود میں سنبھال کر میدان جنگ سے لے اڑا۔

ظلم کی روک تھام: حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (المتوفی ۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء) نے راہ سلوک کی منزلیں طے کرنے میں مختلف مقامات کی سیاحت کی، بغداد پہونچے تو وہاں دجلہ کے کنارہ ایک خانقاہ میں ایک بزرگ سے جا کر ملے، اثنائے گفتگو میں بزرگ نے فرمایا، کہ میں گذشتہ ۵۰ سال سے خلق اللہ سے علیحدہ ہو کر اس خانقاہ میں بیٹھا ہوں جس طرح تم سفر کرتے پھرتے ہو، اسی طرح میں بھی سفر کرتا تھا، اثنائے سفر میں میرا گذر ایک شہر میں ہوا تو ایک مالدار شخص کو دیکھا کہ بازار میں کھڑا ہو کر لوگوں سے بھاؤ تاؤ کرتا ہے، اور نہایت سختی سے پیش آتا ہے، اور اپنے گاہکوں کو بہت تکلیف دیتا ہے، میں خاموشی سے ادھر سے گذر گیا، اور اس مالدار شخص کو کچھ نہ کہا، لیکن میرے کان میں آواز آئی کہ اگر خدا کے لئے اس شخص کو مردار دنیا سے باز رکھتا اور جھڑک دیتا تو شاید وہ تیرا کہنا مان جاتا، اور ظلم سے باز آ جاتا، جس روز سے میں نے یہ آواز سنی ہے بہت شرمندہ ہوں، اور اس خانقاہ میں مقیم ہوں، کبھی اس سے باہر قدم نہیں نکالا، مجھ کو اس بات کا خوف ہے کہ قیامت کے روز جب اس معاملہ کے متعلق پوچھا جائے گا تو کیا جواب دوں گا، میں نے اس تاریخ سے قسم کھائی ہے کہ کہیں نہ جاؤں گا تاکہ میری نظر کسی چیز پر نہ پڑے، اور میں شہادت میں پکڑا جاؤں۔

نماز کی اہمیت: حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (المتوفی ۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء) اپنی سیاحت کے دوران شام کے ایک شہر میں پہونچے تو اس شہر سے باہر ایک غار تھا، اس میں ایک بزرگ سکونت پذیر تھے، ہیبت الٰہی سے ان کے بدن پر گوشت پوست نہ تھا صرف ہڈیاں رہ گئی تھیں، حضرت خواجہ معین الدین ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے، تو دریافت فرمایا کہاں سے آتے ہو؟ حضرت خواجہ نے جواب دیا بغداد سے آتا ہوں، فرمایا خوب آئے، لیکن مناسب ہے کہ درویشوں کی خدمت کرتے رہو تاکہ ذوق درویشی حاصل ہو، مجھے کئی برس اس غار میں رہتے ہوئے گذر گئے، تمام دنیا سے علیحدگی اختیار کر کے اس غار میں چھپا بیٹھا ہوں، ایک بات سے ایسا ڈرتا ہوں کہ رات دن روتے گذرتے ہیں، حضرت خواجہ معین الدینؒ نے پوچھا، حضرت وہ کون سی بات ہے؟ فرمایا نماز ہے جس وقت ادا کرتا ہوں، خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہیں فروگذاشت نہ ہو گئی ہو، اور میری ساری محنت اکارت ہو کر یہی نماز موجب عتاب خداوندی ہو۔

حلم و عفو: حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی طبیعت میں حلم و عفو کی درد مندانہ صفتیں انتہائی درجہ تک تھیں، ایک بار ایک بد باطن شخص ان کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا، حضرت خواجہ کو اس کا علم نور باطن سے ہو گیا، وہ شخص جب نزدیک آیا تو بہت ہی اخلاق سے پیش آئے اور اپنے پاس بٹھا کر فرمایا جس ارادہ سے آئے ہو اس کو پورا کرو، یہ سنتے ہی وہ شخص کانپنے لگا سربسجود ہو کر عاجزی سے بولا کہ مجھ کو لالچ دے کر آپ کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا، یہ کہہ کر بغل سے چھری نکالی اور سامنے ڈال دی، پھر قدموں پر گر کر کہنے لگا کہ آپ مجھ کو اس کی سزا دیجئے بلکہ میرا کام ہی تمام کر دیجئے، خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہم درویشوں کا شیوہ ہے کہ ہم سے کوئی بدی بھی کرتا ہے تو ہم اس کے ساتھ نیکی سے پیش آتے ہیں، تم نے تو میرے ساتھ اب تک کوئی برائی نہیں کی، یہ کہہ کر اس کے لئے دعائیں کیں، وہ شخص متأثر ہوا اور اسی وقت سے خدمت میں رہنے لگا، حضرت خواجہ کی دعاؤں کی بدولت اس کو متعدد بار حج کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور اسی مقدس سرزمین میں پیوند خاک ہوا۔

ایفائے وعدہ: دہلی کا سلطان شمس الدین التمش (دور حکومت ۶۰۷ھ تا ۶۳۳ھ/۱۲۱۰ء تا ۱۲۳۶ء) ترکستان کے قبیلہ البری کے ایک بڑے گھرانے کا فرزند تھا، اس کا باپ ایلم خاں اپنے قبیلہ کا سردار تھا، اپنی دولت، ثروت، خدم اور حشم کی وجہ سے بہت شہرت رکھتا تھا، اس کے کئی لڑکے تھے، لیکن وہ التمش کو اس کے حسن و جمال کی وجہ سے بہت ہی عزیز رکھتا تھا، ایلم خاں کی یہ محبت اس کے دوسرے بیٹوں کو اچھی نہ معلوم ہوئی، اور انہوں نے التمش کے ساتھ وہی سلوک کیا جو حضرت یوسف کے بھائیوں نے آپ کے ساتھ کیا تھا، التمش کے بھائیوں اور بھتیجوں نے اس یوسف ترکستان کو گلہ بانی اور شکار کے بہانے دور دراز کے صحرا میں لے جا کر ایک سوداگر کے ہاتھ فروخت کر ڈالا، سوداگر اس کو بخارا لے گیا، جہاں صدر جہاں کے عزیز نے اس کو خرید لیا یہ خاندان اپنی بزرگی اور مذہبی فضیلت کے لحاظ سے ممتاز تھا، یہاں التمش اپنے آقا کے لڑکوں ہی کی طرح پرورش پاتا رہا، اس نے بھی اپنے آقا کی خدمت گذاری میں غیر معمولی اخلاق و دیانت کا ثبوت دیا، ایک روز صدر جہاں کے خاندان کے کسی فرد نے التمش کو ایک قراضہ بازار سے انگور لانے کو دیا، راستہ میں یہ قراضہ گم ہو گیا، وہ پھوٹ کر رونے لگا، رو رہا تھا کہ ایک درویش اس کے پاس پہونچا، اس نے اس پر شفقت کی اور اس کو انگور خرید کر دے دیا، اور اس سے یہ وعدہ کرایا کہ جب اس کو دولت اور ملک حاصل ہو تو وہ درویشوں کی تعظیم اور ان کے حقوق کی نگہداشت کرے گا، جب وہ دہلی کا بادشاہ ہوا تو وہ برابر بزرگان دین کی خدمت کر کے اپنا وعدہ پورا کرتا رہا۔

برکت دعا: التمش کو تقدیر نے صدر جہاں کے مکان سے بھی جدا کیا اور بخارا کے ایک سوداگر نے اس کو خرید لیا، جس نے اس کو ایک دوسرے سوداگر حاجی جمال الدین چست قبا کے ہاتھوں فروخت کیا، اسی آقا کی معیت میں وہ بغداد پہونچا، ایک روز وہ بغداد کے ایک بزرگ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (المتوفی ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء) کی خانقاہ میں حاضر ہوا اور چند قراضے کپڑے سے کھول کر شیخ کے سامنے رکھے، اور دعاؤں کا طالب ہوا، شیخ نے فاتحہ پڑھ کر کہا، اس شخص کے چہرے سے انوار سلطنت چمکتے نظر آتے ہیں، اسی وقت ایک دوسرے بزرگ شیخ اوحد الدین کرمانیؒ بھی وہاں موجود تھے، انہوں نے التمش کو مخاطب کر کے کہا، تمہاری برکت سے تمہاری دنیاوی سلطنت میں تمہارا دین بھی سلامت رہے گا۔

بغداد ہی میں ایک بار اس آقا کی قیامگاہ پر اہل حال درویش مدعو تھے، جن میں حضرت قاضی حمید الدین ناگوری بھی تھے ان درویشوں کی مجلس سماع منعقد کرائی گئی، مجلس رات بھر رہی، التمش مجلس کی شمع کو روشن رکھنے کی خاطر تمام رات سر شمع کو وقتاً فوقتاً قینچی سے کاٹتا رہا، درویشوں کو اس کی یہ خدمت پسند آئی، اور انہوں نے اس پر ایسی نظر کیمیا اثر ڈالی کہ التمش کو آئندہ اپنی زندگی میں یہ یقین رہا کہ اسی کی بدولت ایک سلطنت کا مالک بن گیا۔

عطائے خداوندی: کچھ عرصہ کے بعد التمش کو حاجی جمال الدین نے قطب الدین ایبک (المتوفی ۶۰۷ھ/۱۲۱۰ء) کے ہاتھوں فروخت کر دیا جو بعد میں دہلی کا پہلا مسلمان فرمانروا ہوا۔ قطب الدین ایبک نے التمش کو اپنے لڑکے کی طرح اپنے ساتھ رکھا، وہ اس کی خدمت میں رہتے رہتے اپنی ذہانت، دیانتداری، اور سپہ گری کی وجہ سے ترقی کر کے بدایوں کا حاکم ہو گیا، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (المتوفی ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء) فوائد الفواد میں فرماتے ہیں کہ بدایوں میں ایک روز التمش چوگان کھیلنے کے لئے باہر نکلا، راستہ میں ایک بہت ہی ضعیف و نحیف فقیر ملا، اس نے التمش سے بھیک مانگی، لیکن التمش اس کو کچھ دئے بغیر آگے بڑھ گیا، فوراً ہی ایک توانا و تندرست سائل ملا جس نے التمش کے سامنے سوال کا ہاتھ پھیلایا ابھی نہیں تھا کہ التمش نے اشرفی کی تھیلی کھول کر اس کو خیرات دی، یہ خیرات دے کر التمش نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو اس بوڑھے نے مجھ سے مانگا لیکن میں نے اس کو کچھ نہ دیا، اگر میں اس بوڑھے کو کچھ دے دیتا تو یہ اچھا تھا، لیکن دینے والا تو خدا ہے، ہم کون ہیں کہ یہ کہیں کہ ہم نے فلاں کو دیا اور فلاں کو نہیں دیا۔ خدا جس کو جو چاہتا ہے دلاتا ہے۔

دشمن درویش: ایک بار سلطان التمش نے اپنے مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے پاس اپنے حاجب کے ذریعہ بہت سے سونے چاندی کے تنکے بھیجے، قطب صاحب نے ان کو دیکھا تو حاجب سے کہا سلطان کو یہ جا کر واپس کر دو اور کہہ دینا کہ میں ان کو اپنا دوست سمجھتا تھا، لیکن وہ دشمن نکلے، یہ مال و دولت خدا کے دوستوں کے بجائے اس کے دشمنوں کو دو۔

دوسری قسط

اشعار و قصائد کی دینی حیثیت

از: مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈا نگری

آجکل مجلس مشاعرہ میں داد و تفاخر کا جو بازار گرم ہے، نہایت افسوسناک ہے، ہمارے شاعر ایک شعر کو بار بار پڑھکر سامعین کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر داد پانے کے لئے دیکھتے رہتے ہیں، زندگی میں صرف دو بار مشاعرہ میں شریک ہونے کا مجھ کو اتفاق پڑا تو بڑا ہی عجیب منظر نظر آیا کہ سامعین شعر کو سمجھیں یا نہ سمجھیں، مگر "خوب" "مکرر" "ارشاد ہو" "واللہ قلم توڑ دیا" "سبحان اللہ کیا کہنے ہیں" کے نعرے برابر لگ رہے ہیں، یہ احوال و افعال ان کے نیات قلب کے خود ہی آئینہ دار ہیں۔ آج کل زیادہ تر قوم کے اصلاح اخلاق اصلاح اعمال کے مقابلہ میں قوم کے ذاتی عام و رجحان عام کی رعایت کی جاتی ہے اور ایسے ہی اشعار پر زیادہ سر دھنتے ہیں عوام و خواص میں ان کو مقبولیت حاصل ہوتی ہے، غالب مرحوم نے ایسے ہی موقعہ کے لئے لکھا ہے ؎

ہیں اہل خرد کس روش خاص پہ نازاں
پابستگی رسم و رہ عام بہت ہے

شعراء کی لن ترانیاں:

تفسیر کشاف میں الشعراء یتبعھم الغاوون کے تحت ایک واقعہ اس طرح درج ہے کہ ایک بادشاہ کے دربار میں علماء، ادباء، شعراء حاضر رہا کرتے تھے، ایک دن ایک شاعر نے اپنی شاعرانہ ترنگ کے ساتھ تشبیب کے ضمن میں یہ مضمون ادا کیا کہ فلاں جنگل کی طرف ایک سیر کو گیا وہاں ایک نہایت خوبصورت لڑکی سیر کو آنکلی، میں نے اس سے اپنی محبت کا اظہار کیا، بوس و کنار کے بعد میں نے اس سے مجامعت بھی کیا، چونکہ اس میں زنا کا اعتراف و اقرار موجود تھا اس لئے علماء نے فتویٰ دیا کہ اس کو رجم کر دیا جائے، لیکن ایک عالم دین خاموش تھے بادشاہ نے اُن سے استفسار کیا، انہوں نے کہا کہ یہ شاعر ہے، شاعرانہ ترنگ میں سب کچھ کہا ہوگا، واقعہ کی تحقیق مناسب ہے کہ وہ جنگل کہاں ہے، اس کے آس پاس کوئی آبادی ہے یا نہیں وہاں پر کوئی لڑکی اس جنگل میں سیر کے لئے نکل آئی اور یہ واقعات پیش آئے، بادشاہ نے شاعر کے اس مزعومہ جنگل کو دریافت کیا، ایک تحقیقاتی وفد اس جنگل میں گیا، اس جنگل کے آس پاس دور دور تک کوئی انسانی آبادی نہ تھی نہ کسی کے آمد و رفت کا تصور ہو سکتا تھا، بادشاہ کو جب یہ پتہ معلوم ہوئی تو اس کے رجم و ہلاک کرنے سے باز آگیا، اب مولانا نے بادشاہ سے عرض کیا، قرآن شریف میں ہے" والشعراء یتبعھم الغاوون الم تر انھم فی کل واد یھیمون و انھم یقولون ما لا یفعلون یعنی شاعر ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جس کو عمل میں نہیں لاتے، صرف ایران توران کی ہانکتے ہیں اور زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں، اس قسم کے بدعملی کے مظاہرے اور بدعملی و فضول یاوہ گوئی کے مظاہرے اسلام کے مزاج کے یکسر منافی ہیں، ایسی چیزیں نہ شعر میں پسندیدہ ہیں نہ نظم میں، اچھے اور پاکیزہ اشعار کی اسلام میں قدر و قیمت ہے اور رہیں۔

اچھے اشعار کا سننا و پسند فرمانا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشعار کو سنتے اور پسند فرمایا کرتے اور اس سلسلے میں اپنے ذوق لطیف کا اظہار بھی فرماتے۔

(استیعاب لابن عبدالبر ج ۱ ص ۳۱)

استیعاب میں شعراء نبوت کا مفصل تذکرہ ہے حسان بن ثابتؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ اور کعب بن مالک دربار نبوت کے شعراء تھے (اچھے شاعروں) میں شمار کئے جاتے تھے۔

(بیہقی ج ۱ ص ۲۲)

اس وقت ہم اشعار کے سلسلے میں چند روایات کو یہاں نقل کریں گے تاکہ اچھے اشعار کے بارہ میں اسلام کا موقف واضح ہو سکے۔

(۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اکثر فرماتے اما فعلت ابیاتک، کہ تمہارے اشعار کیا ہوئے میں کہتی ای ابیاتی ترید یا رسول اللہ فانہا کثیرۃ، میرے بہت سے اشعار ہیں کس قسم کے اشعار سننا چاہتے ہیں؟ فیقول فی الشکر، آپ فرماتے اپنے وہ اشعار سناؤ جو خدائے تعالیٰ کے شکر گذاری پر ہیں، پس میں آپ کو سناتی۔

(معجم طبرانی بحوالہ استیعاب تذکرہ عائشہؓ)

(۲) امام بخاریؒ الادب المفرد میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں کعب بن مالک کے اشعار اور قصیدہ کا قصیدہ حفظ رکھتی تھی، اس کے علاوہ دوسرے شعراء کے اشعار بھی مجھ کو حفظ تھے۔

(الادب المفرد ص ۱۲)

اشعار سننے کی فرمائش:

سرزمین عرب میں عام طور پر عورتیں بھی شاعرہ ہوتی تھیں۔ خنساء نامی ایک شاعرہ تھیں، آنحضورؐ ان سے بھی فرمائش کرکے اشعار سنتے اور ان کے اشعار کو بہت پسند فرماتے تھے، وہ سناتی جاتی تھیں اور آپ فرماتے ھیہ یا خنساء یعنی اے خنساء ابھی اور سناؤ۔

(استیعاب کتاب النساء ص ۷۲)

اشعار کی تعریف:

لبید بن ربیعہ شاعر کے اشعار کو آنحضرتؐ خود بھی پڑھتے اور تعریف فرماتے ہوئے، کہتے کہ کتنے سچے اور اچھے اشعار لبید کے ہیں، وہ اشعار یہ ہیں ؎

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل
وکل نعیم لا محالۃ زائل
وکل امرئ یوماً سیعلم سعیہ
اذا کشفت عند الالٰہ المحاصل

(یعنی اللہ کے سوا سب نعمتیں زوال پذیر ہیں، اور قیامت میں ہر شخص کو جب کہ اس کے عمل کا نتیجہ خدا کے پاس ظاہر ہوگا تو وہ اپنے کوشش کی قدر و قیمت کو سمجھے گا۔

(بخاری ج اول باب ایام الجاہلیۃ ص ۵۴۴، استیعاب ج ۱ ص ۲۲۸)

داد و تحسین:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اچھے شعراء کے اشعار پر تحسین کے کلمات بھی فرمایا کرتے چنانچہ عبداللہ بن رواحہ کے اشعار کو سنکر فرمایا کہ خوب کہتے ہیں پھر اس کے بعد اُن کے بعض شعروں کو پڑھتے رہے۔

شعر گوئی کا امتحان:

ایک دن عبداللہ بن رواحہ کے شعر گوئی کا امتحان لیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قل شعراً تقتضیہ الساعۃ و انا انظر الیک، یعنی کوئی شعر کہو اور ابھی سامنے میرے طیار کرو، چنانچہ اسی دم انہوں نے یہ شعر سنایا ؎

انی تفرست فیک الخیر اعرفہ
واللہ یعلم انی ما خاننی البصر
انت النبی ومن یحرم شفاعتہ
یوم الحساب لقد ازری بہ القدر

(استیعاب ج ۱ ص ۳۵۵)

یعنی میں نے آپ کی ذات میں بھلائی کو اپنی فراست سے معلوم کیا اور خدا خوب جانتا ہے کہ میری نگاہ نے غلطی نہیں کی، آپ وہ نبی ہیں کہ قیامت میں آپ کی شفاعت سے کسی کا محروم رہنا اسکے شومیٔ قسمت کی دلیل ہے۔

حضورؐ کا ایک نشست میں سو سو شعر کا سننا

ایک صحابی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضورؐ کے ساتھ تھا تو حضورؐ نے امیہ بن صلت کے اشعار کے لئے مجھ سے فرمائش کیا تو میں سنانے لگا، حضورؐ کا یہ حال تھا کہ ہر شعر سننے کے بعد فرماتے کہ اور سناؤ، یہاں تک کہ میں نے سو قافیہ سنایا۔

ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہے کہ میں نے سو شعروں کو سنایا۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۰)

امام بخاریؒ ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے حضورؐ کے مسلسل فرمائش پر سو شعروں کو سنایا۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اچھے اشعار سننے کے لئے بڑا لطیف ذوق رکھتے تھے اور عرب کی عام خصلت کے مطابق صحابہ کرام بھی اچھے اشعار کو نوک زبان رکھتے تھے۔

مسجد میں اشعار سننے سنانے کی اجازت:

اشعار کو مسجد میں سنانے کی اجازت آپ نے دی تھی، چنانچہ حضرت حسان بن ثابت اپنے اشعار کو اکثر مسجد میں حضورؐ کو سنایا کرتے تھے۔

(فتح المبارک ج ۲ ص ۲۰۲)

اچھے اشعار کو سننا اور حاضرین کو طلب کرنا:

کعب بن زہیر نے جب اپنی معذرت اور نعت نبوی پر لمبا قصیدہ بانت سعاد کا سنایا تو حضورؐ نے بمسرت تمام سنا۔

(زاد المعاد ج ۱ ص ۴۵۵)

اور دوسرے حاضرین کو شریک مجلس ہونے کی دعوت دی، چنانچہ امام بیہقی نے لکھا ہے کہ:۔

"واشار بکمہ الی الخلق لیاتوا لیسمعوا منہ" یعنی سب کو اثناء شعر خوانی میں حضورؐ نے اشارہ سے بلا لیا تاکہ سب لوگ آکر سنیں اور لطف اندوز ہوں۔

(بیہقی ج ۱۰ ص ۲۴۳)

(باقی آئندہ)

پرنٹر، پبلشر سید محمد حسنی نے جے، کے آفسیٹ پرنٹنگ پریس دہلی سے طبع کرا کر، دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء پوسٹ بکس نمبر ۹۳ لکھنؤ سے شائع کیا۔
ایڈیٹر: اسحٰق جلیس ندوی
کتابت: جلال الدین بستی ندوی

نتیجہ امتحان سالانہ مدرسہ ثانویہ

(صرف کامیاب اور مترقی طلبہ کے نام درج ہیں)

نمبر شمار	نام طالب علم	ڈویژن
	درجہ ہشتم ثانویہ	
۱	قمرالاسلام	اول
۲	محمد شمیم الدین	〃
۳	رضوان احمد	〃
۴	محمد عرفان	〃
۵	عزیز الرحمٰن	ترقی
۶	محمد زید	〃
۷	شفیع الباری	〃
۸	مطیع اللہ	〃
۹	ولی الدین	〃
۱۰	مطلوب احمد	〃
۱۱	عادل حسین	〃
	(مدرسہ فلاح المسلمین)	
۱	محمد فاروق	اول
۲	محمد نعیم	ترقی
	درجہ ہفتم ثانویہ	
۱	بہاء الدین	اول
۲	ضیاء الدین	〃
۳	سید محمد رافع	〃
۴	عبدالعزیز	〃
۵	ضیاء احمد	〃
۶	منیر احمد	〃
۷	ولی اللہ	〃
۸	شکور احمد	دوم
۹	ابوبکر	〃
۱۰	شکیل احمد	〃
۱۱	توحید لاری	ترقی
۱۲	عبدالوحید	〃
۱۳	محمد راشد	〃
۱۴	محمد مظہر	〃
۱۵	جلیس اختر	〃
۱۶	حفیظ اللہ	〃
۱۷	محمد ایوب	〃
۱۸	عبدالرشید	〃
۱۹	عقیل احمد	〃
۲۰	ابوالبشر	〃
۲۱	فیض الرحمٰن	〃
	درجہ ششم ثانویہ	
۱	محمد ایوب	اول
۲	محمد جاوید ثانی	〃
۳	محمد رضوان	〃

نمبر شمار	نام طالب علم	ڈویژن
۴	عبدالرؤف	دوم
۵	سعید احمد قاضی	〃
۶	جلال الدین	〃
۷	محمد نبی	〃
۸	انوار الحق	〃
۹	اقبال جاوید	〃
۱۰	اسلام الدین	〃
۱۱	محمد مصعب	〃
۱۲	سراج الحسن	سوم
۱۳	شاہد علی	〃
۱۴	زاہد علی	〃
۱۵	عزیز احمد	〃
۱۶	شمیم الرحمٰن	مترقی
۱۷	مجیب اللہ	〃
۱۸	شفاعت علی	〃
۱۹	محمد سلیم	〃
۲۰	محمد ناصر	〃
۲۱	محمد طالب	〃
۲۲	عبدالرحمٰن	〃
۲۳	محمد اکرم	〃
۲۴	شکیل احمد	〃
۲۵	محمد جاوید خاں عمرے	〃
۲۶	محمد بلال صدیقی	〃
۲۷	خالد حسین	〃
	درجہ پنجم ثانویہ	
۱	شاہد علی	اول
۲	صدر الاسلام	〃
۳	کلیم اللہ	دوم
۴	شفیع احمد	ترقی
۵	اکرام حیدر	〃
۶	عبدالمنان	〃
۷	محمد کلیم	〃
۸	محمد فاضل	〃
۹	ثناء اللہ	〃
۱۰	محمد عثمان	〃
۱۱	نفیس احمد	〃
۱۲	عبدالرشید	〃
۱۳	فیاض احمد	〃
۱۴	آفتاب عالم	〃
۱۵	عبدالحی	〃
۱۶	عبدالمالک	〃
۱۷	اشرف علی	〃

نمبر شمار	نام طالب علم	ڈویژن
۱۸	محمد حارث	ترقی
۱۹	خلیل احمد	〃
	درجہ چہارم ثانویہ	
۱	عبداللہ	اول
۲	نیر درخشاں	〃
۳	خلیل احمد	〃
۴	محمد اسحاق	〃
۵	ماہ زمان اقبال	〃
۶	انوار العارفین	〃
۷	اسلم بشیر	〃
۸	محمد ارشاد خاں	〃
۹	محمد حسین خاں	دوم
۱۰	سعید الرحمٰن	〃
۱۱	محمود وسیم	〃
۱۲	عرفان الحق	〃
۱۳	عباد الرحمٰن	〃
۱۴	محمد ظہیر	ترقی
۱۵	لیئق احمد	〃
۱۶	نور علی	〃
۱۷	محمد ارشد	〃
۱۸	رقیہ خاتون	〃
۱۹	شاہرہ بانو	〃
۲۰	ارشد حسین	〃
۲۱	محمد حمزہ	〃
۲۲	بختیار عالم	〃
۲۳	مظہر زکریا	〃
۲۴	محبوب عالم	〃
۲۵	دین الدین	〃
۲۶	جمال الدین	〃
	درجہ سوم ثانویہ	
۱	سراج الدین	اول
۲	سرفراز احمد	〃
۳	ذکاء اللہ	〃
۴	نجم الدین	〃
۵	محمد صغیر	〃
۶	احمد میاں	〃
۷	کرامت حسین	〃
۸	عبدالمنان	〃
۹	محمد ذاکر	دوم
۱۰	عبدالرشید	〃
۱۱	رفیق احمد	〃

نمبر شمار	نام طالب علم	ڈویژن
۱۲	قیصر عالم	دوم
۱۳	انعام الرحمٰن	〃
۱۴	احمد حسین	〃
۱۵	خالدہ خاتون	سوم
۱۶	محمد ارشاد	〃
۱۷	عتیق الرحمٰن	〃
۱۸	محمد اعظم	ترقی
۱۹	مہر النساء	〃
۲۰	انور رضوان	〃
۲۱	محمد آصف	〃
۲۲	محمد نعیم	〃
۲۳	سید نجم الحسن	〃
۲۴	محمد اسحاق	〃
۲۵	محمد فاروق	〃
۲۶	عزیز الحسن	〃
۲۷	احسان احمد	〃
	درجہ دوم ثانویہ	
۱	مسعود احمد	اول
۲	محمد یحییٰ	〃
۳	محمد شاکر	〃
۴	محمد اصغر	〃
۵	زاہدہ خاتون	〃
۶	احمد حسن	〃
۷	فریدہ خاتون	〃
۸	محمد اکرم	〃
۹	محمد اسلم	〃
۱۰	نور الاسلام	〃
۱۱	پرویز احمد	〃
۱۲	ثناء اللہ	〃
۱۳	محمود وسیم	دوم
۱۴	ریاض الحسن	〃
۱۵	محمد عتیق	〃
۱۶	جمیل احمد	〃
۱۷	محمد عادل	〃
۱۸	حسین علی	〃
۱۹	صفوان الدین	سوم
۲۰	مطیع الرحمٰن	〃
۲۱	احمد فقیہہ	〃
۲۲	وحید احمد	ترقی
۲۳	محمد طیب	〃
۲۴	قمر النساء	〃
۲۵	عبدالغفور	〃

نمبر شمار	نام طالب علم	ڈویژن
۲۶	منہاج احمد	ترقی
۲۷	اظہر علی	〃
	درجہ اول الف (ثانویہ)	
۱	محمد سلمان	اول
۲	اسماء صدیقہ	〃
۳	محمد شفقت اللہ	〃
۴	شمشاد حسین	〃
۵	خلیل احمد	〃
۶	راشدہ خاتون	〃
۷	طلعت فاطمہ	〃
۸	محمد اخلاق	دوم
۹	محمد سالم	〃
۱۰	سلمان الدین	〃
۱۱	فرید احمد	〃
۱۲	افسر جہاں	〃
	درجہ اول ب (ثانویہ)	
۱	محمد عزیز قریشی	اول
۲	محمد طلحہ	〃
۳	محمد اسلام	〃
۴	رمضان علی	〃
۵	محمد عظیم	〃
۶	محمد شکیل	〃
۷	سائرہ بانو	〃
۸	فہمیدہ	〃
۹	محمد قاسم	〃
۱۰	محمد عثمان	〃
۱۱	نوشاد علی	〃
۱۲	وحیدہ بانو	〃
۱۳	محمد اقبال قدوائی	〃
۱۴	عائشہ	دوم
۱۵	محمد اسلم	〃
	درجہ اطفال (الف)	
۱	نظام الدین	اول
۲	عبدالمتین	〃
۳	عزیز الرحمٰن	〃
۴	مختار احمد	〃
۵	جمیل الرحمٰن	دوم
۶	آمنہ تسنیم	〃
۷	شبیر احمد	〃
۸	طاہرہ خاتون	سوم